الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

تعارف شاہ اربل

شاہِ اربل کا تحفۂ میلاد اور میلادی بادشاہانِ اسلام

{مصنف}

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام) حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

(ناشر) عطاری پبلشرز (مدینۃ المرشد) کراچی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! ابلیس سے کسی نے پوچھا کہ تیرا سب سے بڑا دشمن کون؟ اس نے کہا (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہی حال دشمنانِ میلاد کا ہے کہ ان کے نزدیک انکا سب سے بڑا دشمن وہی ہے جو میلاد شریف کا عاشق ہو۔اس کی تصدیق کرنی ہے تو حرمین طیبین کے مکینوں کو دیکھ لو کہ نجدیوں کو اس سے کتنی دشمنی ہے جو میلاد شریف کی محفل ومجلس کا انعقاد کرتا ہے یہی حال نجدیوں کے چیلوں کا ہے کہ میلاد شریف کی محافل ومجالس کے منعقد کرنے والوں سے کتنا دشمنی اور بغض وعداوت رکھتے ہیں اس کی ہزاروں مثالیں ہیں انہیں ایک شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دشمنی بھی ہے کہ اس بادشاہ مرحوم نے میلاد شریف زندگی بھر بڑی دھوم دھام اورشان وشوکت سے منایا۔ان لوگوں نے تاریخ کومسخ کرکے ایسا غلط کار بتایا کہ گویا دنیا بھر میں اس سے بڑھ کر اور کوئی فاسق وفاجر نہیں۔فقیر نے تاریخ سے ثابت کیا ہے کہ شاہ اربل مرحوم سلطان ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دایاں ہاتھ تھا اور اس کی سیرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ کم نہ تھی۔حالات پڑھنے کے بعد یقین کریں کہ میلاد کے دشمنوں نے کس طرح اپنا انجام برباد کیا۔

فقط والسلام وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق قبل الاشیاء نورشیاء نور نبینا من نورہ فھو

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور الانوار وعلی آلہٖ واصحابہ الاظہار

امابعد! ایک برادری نے میلاد شریف بدعت کر رَٹ لگا کر ایسا بدنام کیا کہ عوام سمجھنے لگ گئے کہ واقعی یہ محافل بدعت ہیں حالانکہ بدعت نہیں بلکہ یہ دوسرے تمام اسلامی احکام کی طرح خیر القرون کا ایک اسلامی عمل ہے تو جیسے دوسرے احکام کے طریقے بدلتے رہے اور اسماء بھی صدیوں بعد رکھے گئے ایسے ہی میلاد شریف کو سمجھئے مثلاً ہماری فقہ اس کے جملہ احکام ومسائل خیر القرون میں تھے لیکن نہ اس کے یہی اصطلاحی اسماء اگر کوئی بد دماغ فقہ اسلامی کو بدعت کہہ کر ٹھکرائے اور بدعت کا الزام لگائے تو ہم اسے اسلام کا دشمن کہیں گے ایسے ہی دشمن میلاد کو سمجھئے۔

قاعدہ اسلامی

عادتِ الٰہی یہی ہے کہ کائنات کی ہر شے اور فکر وعمل کو رفتہ رفتہ آگے بڑھاتا ہے پھر شباب تک پہنچتا ہے کوئی چیز اچانک ابتدائے سے انتہا تک نہیں پہنچ پاتی۔صدیاں لگتی ہیں۔

میلاد

سرکارِدوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلفائے راشدین تابعین تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صلحائے اُمت رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنتوں اور طریقوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے ولادتِ باسعادت کی خوشیاں بھی رفتہ رفتہ سمٹ کر ایک نقطے پر آگئیں اور پھر باضابطہ اور باقاعدہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلیں سجنے لگیں اوران کو سجنا تھا۔توریت میں اشارے ہورہے تھے،انجیل میں اشارے ہورہے تھے اور قرآن میں صاف صاف ہدایت کی جارہی تھی تو پھر شباب کی وہ گھڑی کب آئی؟ سیّد سلیمان ندوی نے لکھا ہے میلاد کی مجلسوں کا رواج غالباً چوتھی صدی سے ہوا اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،کاروائی تین صدیوں تک محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضابطہ میں نہ آئی پھر جو اس کا سلسلہ شروع ہوا تو آج تک قائم ہے۔وہ لکھتے ہیں،اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں۔اس رات لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وِلادتِ باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔

مروجہ میلاد شریف کی تاریخ

میلاد شریف کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی جس کا پورا نام ابو سعید کو کبری بن زین الدین علی بن سبکتگین ہے۔ اس کا شمار عظیم المرتبت سلاطین اور فیاض امراء میں ہوتا ہے اس نے کئی اور نیک کارنامے بھی سرانجام دیئے اور یادگاریں قائم کیں کوہ تاسیون کے دامن میں جائع مظفری تعمیر کرائی۔ (حسن المقصد سیوطی)

چونکہ مروجہ میلاد شریف زندگی بھر پر رونق طریقہ اور زر کثیر خرچ کرتا رہا اسکے بعد یہ سلسلہ چل رہا ہے اسی لئے اس مروجہ محفل کا موجد انہیں سمجھا جا رہا ہے اور وہابی دیوبندی بلا سوچے سمجھے میلاد شریف کی دشمنی میں ان کی ایجاد سمجھ کر میلاد مروجہ کو بدعت سیئہ اور انہیں غلط اور برے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ فقیر نے میلاد شریف کی شرعی حیثیت ایک علیحدہ تصنیف میں لکھ دی ہے اور اسی تصنیف میں شاہ اربل مرحوم کی شخصیت کا تعارف کر کے اس سے قبل و بعد کے بادشاہان اسلام کے میلاد شریف کے محافل کا ذکر کر کے اس کا نام رکھا ہے 'شاہ اربل کا تحفۂ میلاد اور میلادی بادشاہان اسلام'۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۲ شعبان ۱۴۱۲ھ ۱۹ فروری ۱۹۹۲ء بروز بدھ

تعارف موجد طریقہ میلاد شریف

الملک المعظم مظفر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ایوب کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ بلکہ ایوب کی بیٹی اور صلاح الدین کی بہن کے شوہر تھے مگر انہوں نے اپنی پاکیزہ سیرت اور اچھی عادات کے سبب رعایا میں وہی ہر دلعزیزی پائی جو ایوبیوں کو نصیب ہوئی۔ ان کا نام ابو سعید کبوری تھا اور لقب الملک المعظم۔ یہ لقب انہیں صلاح الدین نے عطا کیا تھا جو انہیں جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔

ابن اثیر کہتے ہیں الملک المعظم مظفر الدین کو کبوری کے والد زین الدین علی ابن سبکتگین عماد الدین زنگی کے بہت نامور ساتھیوں میں سے تھے اور اربل سنجار حران عقر الحمید یہ فلاع ابکار یہ تکریت شہرزور اوران کے آس پاس کی ریاست کے خود مختار بادشاہ تھے عماد الدین زنگی ان کا بڑا احترام کرتے اوران کے معاملات میں مداخلت نہ کرتے دونوں ایک دوسرے کے حلیف اور ساتھی تھے عماد الدین زنگی کی موت کے بعد انہوں نے اپنی ریاست کے سارے شہر اور قصاب قطب الدین مودود کے سپرد کردیئے اور اپنے لئے اربل کو جو بذات خود ایک بڑی ریاست تھی مخصوص کرلیا۔

الملک المعظم پندرہ سال کے تھے کہ ان کے باپ اس دُنیا سے رُخصت ہوئے ان کے پیچھے ان کے وزیر اعلیٰ مجاہد الدین نے الملک المعظم کیساتھ غداری کی اور انہیں نوعمری میں وطن سے بھاگ کر بغداد میں پناہ لینی پڑی پھر وہ صلاح الدین کے پاس آئے اور اپنی روئداد سنائی صلاح الدین نے تو یہ مناسب نہ جانا کہ انکے بھائی زین الدین کو جسے غدار وزیر اعلیٰ نے ڈر کر تخت پر بٹھا دیا تھا اربل سے محروم کریں البتہ انہوں نے حران اور الرھا جیسے بڑے قلعے الملک المعظم کے سپرد کردیئے اپنی بہن بھی ان سے بیاہی اور زندگی کے ہر نازک مرحلہ اور ہر جہاد میں ان پر بھروسہ کیا اور جب عکا کے محاصرہ کے دوران میں ان کے بھائی اس دنیا سے رخصت ہوگئے تو اربل اور شہرزوران کے سپرد کردیئے گئے۔

وہ بڑے اونچے انسان تھے غرض لالچ اور بیوفائی سے قطعاً نا آشنا تھے۔ وفا نیکی انسانوں پر رحم اور ان کے حسن سلوک کو انہوں نے زندگی بھر شعار بنائے رکھا ان کی ریاست گو بہت بڑی نہ تھی وہ دوسرے درجہ کے فرماں روا تھے لیکن ابن خلکان کے بیان کی رو سے انہوں نے نیکی شرافت اور فرض شناسی کی کچھ ایسی مادر مثالیں پیش کیں کہ ان سے پہلے اوران کے بعد کے بہت کم بادشاہ پیش کرسکے۔

گو اربل اور شہر زور کے بادشاہ تھے بڑی شہرت و ناموری انہیں نصیب تھی صلاح الدین اور الملک عادل کے بہنوئی تھے مگر اپنی ذات کو عوامی مفاد کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہ دیتے ریاست سے جتنی آمدنی انہیں سالانہ ہوتی اس کے مصارف انہوں نے متعین کر رکھے تھے جن میں سے اپنی ذات پر اتنا ہی صَرف کرتے جتنا عام آدمیوں پر انہوں نے اربل اور شہر زور کے تمام مستحق اور اپنا خرچ آپ نہ اُٹھا سکنے والوں کیلئے لنگر خانے کھول رکھے تھے جہاں سے عوام کو کھانا تقسیم ہوتا۔ عمدہ قسم کی روٹیاں اور سالن ضرورت کے مطابق ہر شخص کو ان لنگروں سے ملتا یہ لنگر چار مقامات پر کھلے تھے سورج طلوع ہوتے ہی یہ لنگر تقسیم کا کام شروع کر دیتے اور رات تک یہ تقسیم جاری رہتی۔

بادی النظر میں یہ ایک قسم کی بھیک معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت یہ بھیک نہ تھی الملک المعظم کے نزدیک اربل اور شہر زور کے سارے لوگ اس آمدنی کے مالک تھے جو ہر سال ریاست کو مختلف مدوں سے حاصل ہوتی۔ یوں یہ صحیح ہے کہ ان لنگروں سے صرف وہی لوگ اپنی حاجت پوری کرتے جو کہ دولت مند نہ تھے یا جن کے پاس آمدنی کے ذرائع نہ تھے تاجر صنعت کار اور دوسرے کھاتے پیتے لوگ لنگروں پر نہ جاتے۔ لنگروں پر خیراتی تقسیم کا انداز قطعاً اختیار نہ کیا جاتا وہاں لوگ اس طرح جاتے جیسے ان دِنوں پیسے والے ہوٹلوں میں جاتے ہیں اور رُعب سے کھاتے ہیں۔ الملک المعظم نے لنگروں کے منتظمین کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ وہ خیرات نہیں بانٹتے مستحق عوام کو ان کے حق دیتے ہیں۔ یوں بیواؤں یتیموں معذوروں بیماروں اور دوسرے ایسے لوگوں کیلئے جو سرکاری ہوٹلوں یا لنگروں تک نہ جا سکتے تھے یا جن کی ضرورتیں زیادہ تھیں الملک المعظم نے خزانہ سے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔

اندھوں لنگڑوں اور لولوں کیلئے دو اعلیٰ درجے کی خانقاہیں تعمیر کی تھیں جہاں ہر اندھا ہر اپاہج بغیر کسی سفارش کے داخل کیا جاتا اور اس طرح رکھا جاتا جیسے ریاست اس کی مقروض تھی وہ خود ہفتہ میں دو دِن ان خانقاہوں میں عصر کے قریب آتے ہر اندھے اور ہر اپاہج کے کمرے میں جاتے اس سے باتیں کرتے اور اس کی ضروریات و خواہشات پوچھتے اور پھر انہیں پورا کرتے۔

انہوں نے ایک اعلیٰ درجہ کا سرکاری ہسپتال بھی قائم کر رکھا تھا جہاں مریضوں کا نہ صرف علاج کیا جاتا بلکہ علاج کے دوران میں ان کے جملہ مصارف ریاست اُٹھاتی۔

الملک المعظم خود قریب قریب روز ہسپتال معائنے کیلئے آتے مریضوں کی دیکھ بھال کرتے ان کے علاج کے طریقوں سے واقف ہوتے ہر مریض سے باتیں کرتے اور تسلی دیتے اور اگر کوئی مریض خاص چیز یا پھل کھانا چاہتا اور طبیب اس کی اجازت دیتے تو اسے سرکاری خرچ سے وہ چیز یا پھل ضرور مہیا کیا جاتا۔

ان اداروں کے علاوہ الملک المعظم نے اربل اور شہر زور میں سرکاری ہوٹل یا قیام گاہیں بھی کھول رکھی تھیں جہاں شہر میں باہر سے آنے والے ہر فقیہ ہر عالم ہر طالبِ علم ہر صوفی ہر درویش اور ہر مسافر کو ٹھہرایا جاتا ۔ زبردستی نہ تھی البتہ دروازے ان قیام گاہوں کے ان سب کیلئے کھلے تھے جو وہاں ٹھہرنا چاہتے۔

مورخ ابن خلکان اور ابن اثیر فرماتے ہیں کہ ان قیام گاہوں میں قیام فرمانے والے مسافروں کو الملک المعظم کی طرف سے دونوں وقت عمدہ اور نفیس کھانا کھلایا جاتا اور ان سے ایک پائی عوض میں وصول نہ کی جاتی اور جب مسافر اربل سے روانہ ہوتے تو جن کے پاس وطن کو جانے کا خرچ نہ ہوتا انہیں سرکاری خزانہ سے سفر خرچ بھی دیا جاتا۔

الملک المعظم نے (خدا ان کی روح پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے) صوفیہ اور زہاد کیلئے دو خانقاہیں الگ سے قائم کر رکھیں تھیں جہاں ہر صوفی اور ہر زاہد قیام کر سکتا تھا یہ خانقاہیں اخلاص کی صلاح کے مراکز کے طور پر کام کرتیں۔ وہاں قیام فرما صوفی اور زاہد شہریوں کو اچھے اخلاق اور شہری زندگی کے لوازمات کی تلقین کرتے اور انہیں سمجھاتے کہ آدمی کے دوسرے آدمی پر کیا حقوق ہیں اور اسلام مجلسی زندگی کیلئے کن باتوں کو پسند کرتا اور کن سے روکتا ہے۔

ایک اعلیٰ درجہ کی یونیورسٹی بھی الملک المعظم نے قائم کی تھی جہاں مروجہ علوم ضروری طلباء کو پڑھائے جاتے فقہ حدیث ادب عربی نجوم ہیئت اور حساب کے شعبے الگ الگ قائم تھے۔ خود الملک المعظم عموماً رات کے وقت وہاں تشریف لے جاتے علماء کی مجلس میں شریک ہوتے اور حدیث کا سماع کرتے۔ اس یونیورسٹی کے جملہ اخراجات الملک المعظم ادا کرتے حتیٰ کہ تمام طلباء کے ضروری اخراجات بھی ان ہی کے ذِمہ تھے۔

اربل شہر زور اور ان کے ملحقات میں الملک المعظم نے اسلامی دستور رائج رکھا تھا کسی جگہ بھی شریعت کے خلاف کوئی بات نہ ہوسکتی خصوصیت سے اربل میں گناہ ناپید تھا چھپ کر ہو جاتا تو الگ بات تھی مگر اعلانیہ کوئی جرم کبھی الملک المعظم کے زمانہ میں اس رِیاست میں نہیں ہوا۔ تبھی ابن خلکان نے دعویٰ کیا کہ اربل کے اس بادشاہ سے کچھ غیر معمولی باتیں ظہور میں آئی تھیں ابن خلکان نے یہ خیال اس لئے قائم کیا کہ جہاں آدمی رہیں گے وہیں گناہ ہوں گے مگر خدا کے اس بندے نے جو ایک شخص حکمران تھا گناہ کو اپنی ریاست سے جلاوطن کر دیا تھا۔

ان کے اعمال اتنے سخت گیر اتنے فرض شناس اور اتنے انصاف پسند تھے کہ ظالم کو مظلوم کے نشان نہ بنانے کی ڈھیل ہی نہ دیتے انہوں نے ہر شہری کو اتنا ذمہ دار بنا دیا تھا کہ حق تلفی کا خیال ہی انہیں نہ آتا ہمسائے ہمسائیوں کا پاس کرتے بھائی بھائی کا احترام کرتا اور باپ بیٹے کی ضروریات مقدم رکھتا جب کوئی مجلسی زندگی اتنی سدھر جائے کہ اس کا ہر فرد اپنے فریضہ کا احساس کرنے لگے تو وہی کچھ ہوگا جو الملک المعظم کے دور میں اربل اور اس کے ملحقات میں ہوا۔

ابن خلکان نے اس پر تعجب ظاہر کیا ہے مگر ہمیں اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اب خلکان کہتے ہیں بادشاہ ایک ایک خانقاہ ایک ایک مجلس اور اصلاحی مرکز پر آپ تشریف لے جانے کے عادی تھے اس طرح ان مجلسی اداروں کی اصلاح بھی ہوجاتی اور قوت کار بھی بڑھ جاتی ہر مرکز کے عمال ہر لمحہ بادشاہ کی آمد کے منتظر رہتے اور اپنے فرائض میں کوتاہی نہ کرسکتے۔

ابن خلکان ہی کا بیان ہے کہ الملک المظفر ہر سال ایک قافلہ حاجیوں کا حرمین روانہ کرتے مستحق حاجیوں کے اخراجات خود اُٹھاتے اور فوری ضرورتوں کیلئے پانچ ہزار اشرفیاں اپنے ایک معتمد آدمی کو دے کر قافلہ کے ساتھ روانہ کردیتے وہ حج سے واپس آنے والے لوگوں کے اعزاز میں دعوت کرتے اور جشن بھی مناتے۔ انہوں نے حرمین میں اپنے خرچ سے کئی خانقاہیں اور سرائیں تعمیر کی تھیں تاکہ حاجی حج کے دِنوں میں وہاں رہ سکیں۔ انہوں نے جبل عرفات میں حاجیوں کیلئے میٹھے پانی کی ایک نہر بھی جاری کی تھی جس پر بڑی دولت صَرف کی تھی۔

وہ ہر سال اربل میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریب مناتے شہر سے باہر اس تقریب میں بڑے بڑے خیمے لگ جاتے جیسے ہی محرم شروع ہوتا میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیاریاں ہونے لگتیں ربیع الاوّل کے آغاز تک ایک نیا شہر آباد ہوجاتا خود الملک المعظم بھی شہر سے نکل کر خیموں کے اس شہر میں آجاتے اور ان محافل میں شریک ہوتے جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت، صحابہ کے اسوہ اور اسلام کے بنیادی احکام بیان کئے جاتے۔ میلاد کی خاص تقریب کبھی آٹھ ربیع الاوّل اور کبھی بارہ کو منعقد ہوتی اس دن الملک المعظم کے خرچ پر لاتعداد گائیں اور بکریاں ذبح کی جاتیں اور ان محافل میں شریک ہونے والے تمام حضرات کو جو لاکھوں میں ہوتے شاہی دسترخوان پر کھانا کھلایا جاتا اور یہ ایک ایسی تقریب ہوتی جیسی کسی دوسری جگہ کبھی نہیں منائی گئی۔

میلاد کے دن فوجیں پریڈ کرتیں طبل بھی بجتے ڈھول بھی پٹتے اور دوسرے تفریحی سامان بھی کئے جاتے مگر کوئی غیر شرعی اور مخرب اخلاق بات ظہور میں نہ آتی جب تقریب ختم ہوتی تو جو واعظ مقررین صوفیہ اور علماء باہر سے اس تقریب میں شامل ہونے کی غرض سے آئے تھے انہیں الملک المعظم کی طرف سے خلعتیں عطا ہوتیں اور سفر خرچ بھی ملتا تعجب ہے الملک المعظم یہ اتنے سارے اخراجات بڑی خوشی سے ہر سال برداشت کرتے۔

ابن خلکان کہتے ہیں ان اخراجات کے علاوہ ایک اور فریضہ بھی الملک المعظم نے اپنے اوپر عائد کر رکھا تھا اربل یا اربل سے باہر کے علماء کی تصانیف پر بیش بہا انعامات عطا فرماتے مثال کے طور پر ابن خلکان نے ابن وحیہ ابی الخطاب کا نام لیا ہے جنہوں نے ایک کتاب تصنیف کی اور الملک المعظم کو پیش کی تو الملک المعظم نے انہیں ایک ہزار اشرفیاں عطا فرمائیں۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ یہ مصنف باہر سے الملک المعظم کی شہرت سن کر اربل آئے تھے۔وہاں کافی دن رہے قیام کے دوران کے سارے اخراجات الملک المعظم نے ادا کئے تھے ایک ہزار اشرفی ان کے اخراجات کے ماسوا تھے۔

الملک المعظم کی عادت تھی کہ وہ اوّل تو تنہا دستر خوان پر نہ بیٹھتے ان کے ساتھ علماء فضلاء اور حکماء کی ایک کثیر تعداد ہوتی اور کبھی اگر تنہائی میں کھانے کا موقع آتا تو ہر وہ اچھے کھانے شہر کے علماء فضلاء کے حصے ان کے گھروں میں ضرور بھجواتے۔

سردی اور گرمی کے موسموں کا آغاز ہوتے ہی الملک المعظم کی طرف سے مستحقین کیلئے لباس تیار کئے جاتے انبار کے انبار لباس ہر موسم پر اربل اور شہر زور کے لنگر خانوں میں پہنچ جاتے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا کہ الملک المعظم کو کسی قسم کی کوئی بری عادت نہ تھی اور نہ وہ تعیش کے عادی تھے اور نہ کسی غیر شرعی خرچ کو پسند کرتے تھے۔

علم کی اشاعت اور اخلاق کی اصلاح ان کی پہلی اور آخری خواہش تھی اور انہوں نے زندگی بھر یہی کام ہر بات پر مقدم رکھا۔

وہ شعر پسند کرتے شعراء کو دیتے بھی مگر شعر کی سرپرستی انہوں نے نہیں کی حدیث فقہ تاریخ اور اخلاقی علوم پر زیادہ توجہ مرکوز رکھی اور ان علوم کے ماہرین ان سے زیادہ فیضیاب ہوتے۔ ہر کوئی انہیں اپنا دوست اور رفیق سمجھتا ہر کوئی ہر ضرورت کے موقع پر ان کی خدمت میں حاضری دیتا اور اس کی حاجت روائی کے وہ کفیل تھے ہر یتیم کے وہ باپ ہر بیوہ کے وہ سرپرست اور ہر محتاج کے وہ کفیل تھے حالانکہ وہ شخصی فرمانروا تھے۔

تعصب کا بیڑا غرق

غازی صلاح الدین ایوبی کا دست راست اور بہنوئی جس کی فتوحات اسلام بالخصوص بیت المقدس کی فتح اہل اسلام کیلئے ایک احسان عظیم ہے جسے جملہ اسلام ایوبی اوراس کے حامیان کارکو دعائیں دیتے رہے ہیں اور پھر ذاتی کردار بھی شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایسا بے مثال ہے کہ بادشاہوں میں تو ڈھونڈنے سے چند ایسے ملیں علماء مشائخ کے پایہ کا بادشاہ کو یہ ظالم وہابی دیوبندی یعنی دشمنانِ میلاد نے میلاد دشمنی میں ایسی اس کی کردار کشی کی کہ دنیا کے جتنے فسق و فجور کا تصور ہوسکتا ہے وہ تمام اس سعید وولی اور عالم و عادل متقی سخی بادشاہ میں گن دیئے صرف اس لئے کہ اس پاکباز انسان نے میلاد شریف کی محافل و مجالس کو فروغ دیا اور تاحال تسلسل سے اس کے جاری کردہ طریقہ سے گھر گھر میں میلاد شریف کی محفلیں و مجلسیں اور ہر شہر میں جلسے وجلوس ہورہے ہیں اوراس خوش بخت بادشاہ کے محامد کمالات کا ذکر نہ صرف مورخین نے کیا بلکہ اکابر ائمہ وعلماء اور مشائخ نے اس کے مدائح لکھے اور محفل میلاد کی رونق کو دوبالا کرنے کی وجہ سے دعاؤں سے نوازا یہاں تک کہ مخالفین کا ابن کثیر تو اس سے متاثر ہوکر میلاد شریف کے موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا جو آج کل مطبوعہ اور اُردو ترجمہ عام ملتا ہے۔

شاہ اربل کے حضور میں آئمہ و مشائخ اور علماء کرام کے گلہائے عقیدت

وہابیہ کا امام ابن کثیر...... ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔ سلطان مظفر ربیع الاوّل کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان وشوکت اور تزک واحتشام کرتا تھا اور سلسلے میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا وہ ایک ذکی القلب دلیر بہادر زیرک عالم اور عادل حکمران تھا اللہ اس پر رحمت کرے اور معزز مقام ومرتبہ نوازے شیخ ابوخطاب بن وحیہ نے اس کیلئے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام انہوں نے 'التنویر فی مولد البشیر النذیر' رکھا جس پر سلطان نے انہیں ایک ہزار دِینار انعام دیا وہ تادم مرگ حکمران رہا اس کی وفات ۶۳۰ھ میں شہر عکا میں ہوئی اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت آدمی تھا آخر کتاب ھٰذا میں ابن کثیر کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

سبط ابن الجوزی نے مراۃ الزمان میں لکھا ہے کہ سلطان مظفر کے ہاں میلاد شریف میں شریک ہونے والے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے خود شمار کیا کہ شاہی دسترخوان میں پانچ سوختہ بکریاں دس ہزار مرغیاں ایک لاکھ آبخورے اور تیس ہزار ٹوکرے شیریں پھلوں سے لدے پڑے تھے مزید لکھتے ہیں کہ میلاد شریف کی تقریب پر سلطان کے ہاں بڑے بڑے جید علماء اور جلیل القدر صوفیہ آتے جنہیں وہ خلعت اکرام شاہی سے نوازتا تھا صوفیہ کیلئے ظہر سے لے کر فجر تک محفل سماع ہوتی جس میں وہ بنفس نفیس شریک ہوتا اور صوفیہ کے ساتھ مل کر وَجد کرتا تھا ہر سال میلاد شریف پر تین لاکھ دِینار خرچ کرتا باہر سے آنے والوں کیلئے اس نے ایک مہمان خانہ مخصوص کر رکھا تھا جس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بلا لحاظ مرتبہ مختلف اطراف واکناف سے آکر ٹھہرا کرتے تھے اس مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ اُٹھتا تھا اسی طرح ہر سال دو لاکھ دینار فدیہ دے کر فرنگیوں سے اپنے مسلمان قیدی رِہا کراتا اور حرمین کی نگہداشت اور حجاز مقدس کے راستے میں حجاج کرام کیلئے پانی مہیا کرنے کیلئے تین ہزار دِینار سالانہ خرچ کیا کرتا تھا یہ ان صدقات وخیرات کے علاوہ ہے جو پوشیدہ طور پر کئے جاتے اس کی بیوی ربیعہ خاتون بنت ایوب جو سلطان ناصر صلاح الدین کی ہمشیرہ تھی بیان کرتی ہے کہ اس کی قمیض کرپاس موٹے (کھدر کی قسم کے کپڑے) کی ہوتی تھی جو پانچ دِرہم سے زیادہ لاگت کی نہیں ہوتی تھی کہتی ہے کہ ایک بار میں نے اسی سلسلے میں انہیں ٹوکا تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے پانچ دِرہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ وخیرات کر دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے پہنا کروں اور کسی فقیر اور مسکین کو خیر باد کہہ دوں۔

(۳) امام جلال الدین سوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسن المقصد میلاد شریف کے موضوع پر آپ کی تصنیف ہے مذکور بالا مضمون آپ نے بھی لکھا شاہ اربل کے حوالہ سے لکھے ہیں اور فاکہانی کے اعتراضات کے باوجود بھی۔

(٤) علامہ امام ابوشامہ استاد امام نووی شارح مسلم امام ملا علی القاری مجدد گیارہویں صدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوشامہ نے ملک مظفر شاہ اربل مرحوم کی بڑی تعریف کی (المورد الروی عربی قلمی) دیگر مضامین وعبارت فقیر کے رسالے 'میلاد کی شرعی حیثیت' اور 'محافل میلاد نگر نگر' میں دیکھئے۔

فضائل میلاد اور شاہ اربل عاشق میلاد شریف کا تعارف از مولوی سلیمان ندوی مصنف سیرۃ النبی کے قلم سے۔

خوشخبری ہو کہ اس ماہ ربیع الاوّل کا چاند طلوع ہوا جو اسلام کی بہار کا مہینہ ہے وہ مہینہ جس میں ہدایت کی صبح نمودار ہوئی اور نیکی کے چشمے نکلے وہ مہینہ جس میں اس کا ظہور ہوا جو عرب کو تاریکی سے روشنی میں، جہالت سے علم میں، وحشت سے تہذیب، کفر سے توحید، ذِلت وپستی سے عزت وفضائل کی طرف لایا پس اس وقت مذہباً سب سے بڑی قوم کے نزدیک یہ سب سے بڑا مہینہ ہے وہ مہینہ ہے جس کیلئے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کا مسرت تبسم کے ساتھ استقبال کریں کیونکہ ہم اس مہینہ میں بدر کامل طلوع ہوا ارزمین وآسمان خدا کے نور سے چمک اُٹھے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس مہینہ کیلئے خوشی کریں جس میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اوران کی وہ روشنی چمکی جو کبھی چھپنے والی نہیں ہے یہ وہ مہینہ ہے جو ہمارے قابل عزت تاریخ کا دیباچہ ہے اور ہمارے روشن دِنوں کی صبح ہے خدا اس بندے پر اپنی رحمت نازل کرے جس نے اس مہینہ کو ولادتِ نبوی کی یادگار اور مجلس میلاد کا زمانہ بنایا۔

ملک معظم

مظفرالدین پہلا شخص ہے جس نے پورے شاہی سرکاری اہتمام کے ساتھ مجلس میلاد قائم کی اس مناسبت سے ہم چاہتے ہیں کہ اس کے کچھ حالات ابن خلکان کی وفیات الاعیان سے ملخص کر کے اس کی یادگار کیلئے بیان کریں اس بادشاہ کا نام کوکبری لقب ملک معظم مظفرالدین ہے کوکبری کا باپ زین الدین علی اربل کا بادشاہ تھا مشہور ہے کہ سو برس سے زیادہ زندہ رہا آخر عمر میں نابینا ہو کر عزلت گزیں ہو گیا تھا زین الدین شجاعت و بہادری میں مشہور تھا اور موصل میں اسکے بہت سے اوقاف مدرس وغیرہ پر تھے۔

کوکبری قلعہ موصل میں شب سہ شنبہ ۲۷ محرم ۵۴۹ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے پاس نشوونما و تربیت پائی جب کوکبری کے باپ زین الدین کا انتقال ہو گیا تو اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھا اس وقت اس کی عمر چودہ سال کی تھی اور اس کا اتالیق مجاہد الدین قائماز اس کے باپ زین الدین کا آزاد شدہ غلام تھا زین نے اس کو ترقی دی اور اس نے اپنے لڑکوں کا اتالیق مقرر کیا اور اربل کا انتظام ۵۵۹ھ میں اس کے سپرد کیا۔ اس کے بعد مجاہد الدین قائماز کوکبری کا مخالف ہو گیا اور ایک محضر اس امر کا لکھوا کر کہ وہ سلطنت کے لائق نہیں ہے اس کو قلعہ بند کر دیا پھر اپنے حدود حکومت سے نکال دیا کوکبری بغداد کی طرف متوجہ ہوا لیکن اس کا مقصود حاصل نہ ہوا پھر موصل چلا گیا موصل کا بادشاہ سیف الدین ابن مودود تھا اس کی خدمت میں پہنچا سیف الدین نے اس کو شہر حیران جاگیر میں دیا پھر کوکبری سلطان صلاح الدین کے پاس آیا اور سلطان کے پاس کامیاب ہوا اور اس کو وہاں ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ سلطان نے اپنی بہن ربیعہ خاتون اس کو بیاہ دی۔ کوکبری بہت بہادر شجاع دلیر تھا سلطان صلاح الدین کے ساتھ بہت سی لڑائیوں میں شریک رہا اور ان میں اس نے اپنی بہادری دلیری اور ثابت قدمی دکھائی اور چند ایسے موقعوں پر ثابت قدم رہا جس میں اس کے سوا اور کوئی ثابت قدم نہ رہا تھا اگر کوکبری کیلئے واقعہ خطین کے سوا کوئی اور کارنامہ نہ ہوتا تو اس کے فخر کیلئے کافی تھا جس میں وہ اور تقی الدین بادشاہ حماۃ میدان میں کھڑے رہے اور ساری فوج شکست کھا کر بھاگ گئی تھی جب فوج نے سنا کہ وہ دونوں کھڑے ہیں تو لوٹے اور پھر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ کوکبری کا بھائی یوسف جب مر گیا تو کوکبری نے سلطان سے درخواست کی کہ ان کی جاگیروں کو چھوڑ کر اربل ان کے معاوضہ میں دیا جائے سلطان نے قبول کر لیا اور کوکبری ۵۸۶ھ میں اربل چلا گیا۔

کارہائے نمایاں

عادتاً نیکیوں میں اس کے وہ حالات تھے جو سنے نہیں گئے، دنیا میں کوئی چیز اس کو صدقہ وخیرات کرنے سے زیادہ پیاری نہ تھی روزانہ منوں روٹیاں محتاجوں میں تقسیم کرتا تھا اس کا ابر کرم فقراء مساکین بیوہ عورتوں اور یتیموں پر برسا۔اس کے ملک میں مدارس ترقی کر گئے اور علمی درس گاہیں آباد ہوگئیں۔اس نے چار مکانات دائم المریض اور اندھوں کیلئے بنوائے تھے جن میں ان کی تمام ضروریات روزانہ فراہم کردی تھیں اور خود روزانہ ان کو دیکھنے آتا تھا اور ایک ایک مریض کے سامنے کھڑے ہوکر ان کی خیریت پوچھتا تھا۔خواہش دریافت کرتا اور ان کو تسلی دیتا تھا۔ایک بیوہ خانہ اور ایک یتیم خانہ بنوایا اور افتادہ بچوں کیلئے ایک علیحدہ مکان بنوایا تھا جس میں بچوں کی دائیاں نوکر رہتی تھیں۔جو بچہ پڑا ملتا وہ ان کی پرورش میں دیا جاتا۔اس نے ایک مہمان خانہ بھی قائم کیا تھا جس میں شہر کے تمام آنے والے عالم فقیر ہر قسم کے لوگ ٹھہرتے تھے اور ان کو صبح وشام کھانا ملتا تھا اور جب وہ کوچ کا ارادہ کرتا تھا اس کو حسب رُتبہ زادِ سفر دیتا تھا۔ایک مدرسہ بنوایا تھا جس میں حنفی شافعی دونوں مذاہب کے علماء مقرر تھے اور خود روزانہ وہاں آتا تھا اور رات وہیں گزارتا تھا۔صوفیوں کیلئے بھی دو خانقاہیں بنوائی تھیں جن میں بہت سے لوگ رہا کرتے تھے اور خود ان کے پاس بھی آتا تھا اور مجلس منعقد کرتا تھا اور ہر سال دو مرتبہ اپنے (افسروں کی ایک جماعت بلادِ ساحل کی طرف بھیجتا تھا اور ان کے ساتھ) بہت سا مال ہوتا جس سے وہ مسلمان قیدیوں جو عیسائیوں کے ہاتھ سے فدیہ دے کر رہا کراتے تھے اور ہر سال حاجیوں کا قافلہ حجاز روانہ کرتا تھا مکہ مکرمہ میں اس کے بہت سے آثار ہیں یہ پہلا شخص ہے جس نے جبل عرفات میں پانی جاری کرایا اور بہت سے روپے صَرف کئے کیونکہ حاجی پانی کے نہ ہونے سے بہت تکلیف اُٹھاتے تھے۔

محفل میلاد

اہل ملک مجلس میلاد شریف کے متعلق اس کے حسن اعتقاد سے واقف تھے اس لئے ہر سال اس کے پاس اربل کے قرب وجوار کے شہروں سے جیسے بغداد موصل جزیرہ نصیبین سنجار ملک عجم اور اطراف سے بے انتہا لوگ آتے تھے جس میں علماء صوفیہ واعظین حفاظ شعراء ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے محرم سے اوائل ربیع الاوّل تک لوگوں کے آنے کا سلسلہ قائم رہتا تھا اور مظفر کو کبری لکڑی کے قبے اور خیمے تعمیر کرتا تھا ہر قبہ چار منزل پانچ منزلہ ہوتا تھا تقریباً بیس قبے ہوتے تھے جب شب ولادت کے دو دِن باقی رہ جاتے تھے تو بے انتہا اونٹ گائیں یا بھیڑ اور بکریاں ذبح کرتے تھے اور ہانڈیوں میں قسم قسم کے کھانے پکاتے تھے جب شبِ میلاد آتی تھی تو بزم میلاد منعقد کرتا تھا بعد اس کے نماز مغرب قلعہ میں ادا کرتا تھا پھر قلعہ سے اُترتا تھا اور اس کے آگے بہت شمعیں روشن اور ان شمعوں میں دو یا چار بڑی بڑی شمعیں خاص جلوس کی ہوتی تھیں۔یہاں تک کہ بادشاہ خانقاہ تک پہنچ جاتا۔خانقاہ میں بڑے بڑے لوگ اور ارکان دولت اور سفید پوش لوگ جمع ہوتے تھے ان کیلئے کرسی رکھی جاتی تھی اور مظفر الدین واسطے فرش بچھایا جاتا تھا پھر محتاجوں کی دعوت ہوتی تھی اور دوسرا عام دستر خوان جمع ہونے والے لوگوں کیلئے بچھتا تھا اس طرح عصر تک رہتا تھا اور پھر رات کو وہیں خانقاہ میں بادشاہ رہتا تھا اور صبح تک ذکر ہوتا رہتا تھا۔

میلاد نبوی کی پہلی کتاب

ابوالخطاب عمر بن حسن بن وحیہ اندلسی (المولود ۵۴۴ھ - التوفی ۶۳۳ھ) بہت بڑے مشہور عالم اس زمانہ کے تھے علم کیلئے بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ ۶۰۴ھ میں شہر اربل آئے جب وہ خراسان کو جا رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ اربل کو مجلس میلاد سے بہت شوق ہے اور اس کا بہت اہتمام کرتا ہے تو انہوں نے 'التنویر مولد السراج المنیر' کے نام سے ایک کتاب لکھی اور خود اس کو بڑے ذوق سے سنتا تھا۔

وفات

مظفر الدین کا ہر سال یہ طریقہ رہا یہاں تک کہ اس نے روز چہار شنبہ دس رمضان ۶۳۰ھ کو وفات پائی۔ خدا اس کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ آمین

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... سلیمان ندوی کو مخالفین محقق مورخ مانتے ہیں ہم نے ان کی تمام تحریر ان کے معتمد علیہ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ سے نقل کردی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اپنی بہتان تراشی پر اپنی عادت پر بضدر ہیں تو ضد کا علاج کہاں!

سید حسن ندوی

سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر میں ان صاحب کا مضمون اسی طرح کا ہے جس میں شاہ اربل مرحوم اور علامہ ابن وحیہ کو تحسینی و آفرینی کلمات سے یاد کیا گیا ہے وہ مضمون فقیر نے 'محافل میلاد نگر نگر' میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔

شاہ اربل کے مخالفین

میلاد دشمنی میں مخالفین نے ایسے بلند قدر بادشاہ کے خلاف مندرجہ ذیل رسالہ لکھا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اہلحدیث دارالاسلام لاہور کے ماہناموں میں یہ قسط وار شائع ہوا اس کا عنوان شاہ اربل کا تحفہ ہے اس کے بعد رذیل خرافات ہیں۔ اس جاہل نے ہر جگہ ابن خلقان لکھا ہے حالانکہ ابن خلکان ہے۔ اہل علم سے اس کی تصدیق کرلیں۔ اُویسی غفرلہٗ

تاریخی شہادت

کتب احادیث وتواریخ کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ محفل میلاد سن ہجری کے چھ سو سال بعد ایجاد ہوئی صحابہ کرام تابعین عظام اور آئمہ اربعہ کے دور میں بالکل ہی ناپید ہے چنانچہ تاریخ کی معتبر کتاب تاریخ ابن خلقان میں اس کی شہادت موجود ہے کہ سن ۵۸۶ھ میں سلطان صلاح الدین نے ابوسعید کوکبوری الملقب بہ ملک المعظم مظفر المتوفی ۶۳۰ھ کو شہر اربل کا گورنر مقرر کیا یہ بادشاہ نہایت مسرف، بے دین اور عیاش تھا محفل میلاد سب سے پہلے اس نے ایجاد کی جو آج بھی دنیا کے اکثر حصوں میں مروج ہے۔

تفصیل...... تاریخ ابن خلقان میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ شاہ اربل سعادت سے کوسوں دور اور شقاوت سے بھرپور تھا۔ فسق وفجور کا بازار ہر وقت گرم رکھتا تھا اور مجلس مولود کو ہر سال نہایت شان وشوکت سے مناتا تھا جب شہر اربل کے قرب وجوار یہ خبر پہنچی کہ شاہ اربل نے ایک مجلس قائم کی ہے جس کو وہ بڑی عقیدت مندی اور شان وشوکت سے انجام دیتے ہیں تو بغداد، موصل، جزیرہ، سجاوند اور دیگر بلاد عجم سے گویے، شاعر اور واعظ بادشاہ کو خوش کرنے کیلئے بمعہ آلات لہولعب محرام الحرام سے ہی شہروں میں آجاتے اور قلعہ کے نزدیک ایک ناچ گھر ان کیلئے تیار کیا گیا تھا جس میں کثرت سے قبے اور خیمے تھے۔ شاہ اربل بھی ان خیموں میں آتا گانا سنتا اور کبھی کبھی مست ہوکر ان گویوں بھانڈوں کے ساتھ خود بھی رقص کرتا۔ ماہِ صفر سے ہی مجلس مولود کی تیاریاں شروع ہوجاتیں اور ماہِ ربیع الاوّل کو مولود منایا جاتا تھا اور شاہی قلعہ سے اونٹ، گائے اور بکریاں ناچ گھر کے مذبح خانے میں اس قدر ذبح کی جاتیں کہ الامان والحفیظ۔ جب اس محفل کا ہر سو چرچا ہوا تو **الناس علیٰ دین ملوکھم** کے تحت ضعف ایمان کے ہیرو خوشامدی ٹٹو بن گئے اور ابن وحیہ جیسے احمق اور خبیث اللسان نے اس کی تائید میں رسالہ 'التنویر فی مولد السراج المنیر' لکھ کر شاہ اربل سے ایک ہزار اشرفی انعام حاصل کیا۔ تفصیل کیلئے ابن خلقان صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷ ملاحظہ کریں۔

خط کشیدہ کو ناظرین نگاہ میں رکھ کر اصل کتاب کی عبارت دیکھیں تو وہاں یہ الفاظ نہیں ملیں گے نامراد جاہل مصنف میلاد دشمنی میں اپنا بیڑا غرق کررہا ہے۔ اُویسی غفرلہٗ

ابن وحیہ کے متعلق آئمہ دین کے ارشادات

یہ تھا شاہ اربل کا گراں قدر تحفہ جس کو نام نہاد مسلمانوں نے شرعی مقام بخشا اور ہر سال اس بدعت کی ترویج میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ آیئے شاہ اربل کے اس گراں قدر تحفے کو شرعی مقام بخشنے والے ابن وحیہ کے متعلق آئمہ دین اور محدثین رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادارت ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ابن وحیہ نہایت متکبر، گستاخ، آئمہ دین اور محدثین پر سب وشتم کرنے اور ان کی عیب جوئی میں بڑا بے باک تھا۔ (لسان المیز ان، ج۴ص۲۹۲)

☆ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان ابا الخطا ابن وحیہ کان یفعل ذالک وکانہ الذی وضع والحدیث فی قصر المغرب (تدریب شرح تقریب) ابن وحیہ بڑا وضاع الحدیث تھا مولود کے متعلق جھوٹی روایات بنا کر لوگوں کو سناتا۔

☆ قاضی واصل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن وحیہ حدیث بیان کرنے میں بے تکی اور اٹکل پچو سے کام لیتا تھا۔ (ج۴ص۲۹۲)

متعصب دیوبندی

سرفراز گکھڑوی نے حضرت امام وحیہ کلبی کو یہی القاب عطا فرمائے کہ وہ احمق، متکبر، بے دین (فقید متین) ص۱۸۲ اور دنیا پرست (راہ سنت ص۱۶۲) اور وہی غیر مقلد شاہ اربل کا تحفہ لکھتا ہے۔ امام ابن لقطہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انہ کان یدعی اشیاء لا حقیقۃ ایسی چیزوں کا دعویدار تھا جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ (لسان المیز ان، ج۴ص۲۹۳)

☆ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن وحیہ حدیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کذب بیانی اور بے اصل بات کہنے میں بے باک تھا۔ (ج۴،ص۲۹۷)

☆ علامہ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیز ان، ج۴ص ۲۹۶ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ امام علی بن حسن اصبہانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن وحیہ کا ہمارے شہر سے گزر ہوا۔ اس نے اپنے تئیں بڑا محدث وفقیہ، ادیب، مفسر اور متقی و پرہیز گار ظاہر کیا اور میرے والد صاحب نے ان کی خوب تواضع کی اتنے میں ابن وحیہ نے ایک جانماز نکالا اور چوم کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم اس جانماز پر میں بیت اللہ میں ہزار سے زیادہ نفل نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھ چکا ہوں اور بارہا اس مصلیٰ پر بیٹھ کر قرآن مجید ختم کیا ہے والد صاحب نے وہ مصلیٰ ابن وحیہ سے خرید لیا اسی دن اصبحان سے عصر کے بعد ایک شخص والد صاحب کے پاس آیا اتفاقاً ابن وحیہ کا ذکر بھی آگیا نووارد نے کہا کہ کل ابن وحیہ نے بڑا قیمتی مصلیٰ خریدا (بازار) ہے۔ والد صاحب نے وہی مصلیٰ پیش کر دیا جس کے متعلق ابن وحیہ نے حلفاً کہا تھا، میں نے اس جانماز پر ایک ہزار رکعت بارہا قرآن مجید بیت اللہ میں بیٹھ کر ختم کیا ہے۔ اس شخص نے دیکھتے ہی کہا قسم بخدا یہ وہی جانماز ہے والد صاحب یہ سن کر خاموش ہوگئے اور اس کی چالاکی اور کذب بیانی دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اس کو اپنی نظروں سے گرا دیا۔ اب یہ بات واضح ہوگئی کہ عید میلاد النبی کے جواز کا فتویٰ دینے والا ابن وحیہ پیٹ پرست، خوشامدی، کذب، وضاع الحدیث اور خبیث اللسان تھا کیا ایسے دروغ گو اور ہرزا سرا مولوی کا فتویٰ شرع محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں قابل حجت اور قابل سنت بن سکتا ہے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید که ہرگز منزل نخواہد رسید

میلاد کے خلاف

ان دونوں بزرگوں کی مذمت کے بعد مضمون نویس میلاد شریف کے بارے میں لکھتا ہے کہ تمام برائیوں اور گمراہیوں سے بڑھ کر برائی فی زمانہ مجلس میلاد کا قیام ہے اور سابقہ اُمتوں کی تباہی صرف بدعت کی وجہ سے ہوئی۔

امام نصر الدین شافعی سے محفل میلاد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا کرنا سلف صالحین سے منقول نہیں بلکہ یہ مجلس عہد صحابہ تابعین تبع تابعین کے بعد برے زمانہ میں رائج ہوئی جو کام انہوں نے نہیں کیا ہمیں اس کام کو کرکے بدعتی بننے کی کیا ضرورت ہے دیکھئے کتب شرع الٰہیہ۔

اس سے قبل نو حوالے لکھے آخر تلک عشرہ کاملہ پر مکمل کر کے لکھا کہ ان ارشادات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جو کام عہد صحابہ اور تبع تابعین میں ناپید و مفقود ہو اس کو ایجاد کرنا اور فروغ دینا بدعت ہے اور ایسے کام کرنے والے کا کوئی عمل بارگاہِ ایزدی میں مقبول نہیں اور ایسے اشخاص کی حوض کوثر سے محرومی ہوگی اور سیّد الانبیاء کی زبان مبارک سے صدا آئے گی کہ ’دین میں نئے اُمور کو فروغ دینے والوں کیلئے جہنم ہے ان کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں‘۔ (الحدیث)

محترم قارئین! عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھرپور حصہ لینے اور مال و دولت کو ضائع کرنے کا حکم نام حب النبی نہیں بلکہ اس میں سیّد الانبیاء کے ساتھ مذاق ہے اگر اس دن کو منانا ثابت ہوتا تو صحابہ کرام جیسی جاں نثار جماعت اس سعادت سے کیوں محروم رہی؟ تابعین اور تبع تابعین اس نیکی سے کیوں محروم رہے؟ جن کی زندگیاں حضور علیہ السلام کے ایماء پر بسر ہوئیں مگر انہوں نے ہر اس کام سے گریز کیا جس پر ہادی برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہر نہ تھی۔ آخر میں فیصلہ لکھا کہ

محترم قارئین! عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجودہ دَور کی بدعت ہے جس کا وجود ۶۰۰ھ تک ناپید ہے اور ۶۰۴ھ کے بعد ایک مسرف، بے دین اور عیاش بادشاہ نے اس کو ایجاد کیا، یہ تحفہ مسلمانوں کے قلوب اور جنان میں اتنا بلند مقام حاصل کر گیا ہے کہ تام نہاد مسلمانوں اور پیٹ پرست ملاؤں نے اس کو تیسری عید تصور کی ہے۔ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ہفت روزہ الاسلام لاہور)

نوٹ......اس میلاد دشمن کے حوالہ جات اور میلاد دشمن کے اعتراضات کے جواب فقیر نے ’میلاد کی شرعی حیثیت‘ میں تفصیل سے لکھے ہیں یہاں ان دو بزرگوں پر اعتراضات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

اربل شاہ کی عیاشی کے جوابات

ابن خلکان وسبط ابن الجوزی وغیرہا لکھتے ہیں وقعد فی کل قبتہ جوق من الاعالی وجوق ارباب الخیال وجوق من اصحاب الملاھی ولم یترکو اطبقہ من تلک الطباق حتی رتبو فیھا جوتا وتبکل معایش الناس فی تلک المدۃ وما یبقی الھم الا التفرج والدوران علیھم

یعنی ہر مکان میں ایک گروہ گانے والوں کا ایک گروہ اصحاب خیال کا اور ایک گروہ باجے وغیرہ بجانے والوں کا ہوتا اور کوئی منزل ایسی بھی نہ رہتی جس میں ان گروہوں میں سے کوئی گروہ نہ ہوتا۔ ان دِنوں میں لوگوں کے کاروبار خراب ہوجاتے اور ان کا اس کے سوا اور کوئی شغل نہ ہوتا کہ ان گانے بجانے والوں کا تماشا دیکھتے پھریں۔ اس کے بعد ابن خلکان فرماتے ہیں کہ سلطان موصوف ہر روز عصر کی نماز کے بعد اسے شاہی محلات سے نکلتا اور ان تمام مکانات کے پاس سے گزرتا اور گانے بجانے والوں کو دیکھتا اور خوش ہوتا جب یوم ولادت نبی میں دو چار روز باقی رہتے تو وہ بہت سے جانور اِکھٹے کرتا اور ان کو ذبح کر کے انواع واقسام کے کھانے پکواتا اور اس کے ساتھ ہی یہ تحریر بھی فرماتے ہیں:

وزفنا بجمیع ما عندہ من الطبول والاغالی والملاھی

جس قدر اس کے پاس طبلے اور راگ وباجے کی قسم سے آلات ہوتے سب کے سب وہاں لے آتا اور خاص کر یوم مولد النبی کو اور اس کی تمام رات یہی شغل ہوتا پھر ابن خلکان تحریر فرماتے ہیں ثم بیت صلک الیلۃ ھناك و یعمل السماعات الیٰ بکرۃ ھکذا دادیہ فی کل سنۃ یعنی خانقاہ میں رات گزارتا اور صبح تک تمام رات گویوں سے گانا سنتا رہتا اور اسی طرح وہ ہر سال کرتا۔ سبط ابن الجوزی اپنی کتاب مراۃ الزمان یہی مضمون ابن خلکان ودیگر تواریخ میں تغیر واضافہ سب میں ہے۔

جواب ......شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی سب سے بڑا گناہ شمار کیا جاتا ہے حالانکہ یہ ان کا گناہ نہیں بلکہ مبنی بر اجر وثواب ہے اس لئے کہ یہ اُمور جہاد کیلئے تھے جنہیں غلط غلط رنگ دے کر مخالفین نے بے پر کی اُڑائی بلکہ نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشعار اور نظمیں قصیدے پڑھے جاتے تھے جن کے متعلق فقیر تفصیل کے ساتھ عرض کر چکا ہے۔

یہ اس طرح کا بہتان ہے جیسے سعودی دور فہد میں میلاد کرنے والوں پر ظلم وستم کرنے اور انہیں حرمین طیبین سے نکال کر جیل میں ڈالنے اور انہیں ملک بدر کرنے کے جواب میں طفیل محمد سابق امیر جماعت اسلامی ے اخبارات میں بیان دیا کہ یہ لوگ حرمین طیبین میں قوالیاں کرتے تھے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) سب کو معلوم ہے کہ یہ میلاد کرنے والے حضور سرورِ عالم علیہ السلام کے میلاد شریف میں نعتیں، قصیدے، مدحیہ اشعار پڑھتے تھے لیکن یار لوگوں نے انہیں قوالی کا الزام لگایا تو یہی کیفیت شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیلئے سمجھئے۔

سوال...... یہ شاہ اربل گویوں بھانڈوں کے ساتھ خود بھی رقص کرتا۔ (مراۃ الزمان)

جواب...... خدا کرے کوئی کسی کا مخالف جاہل ومتعصب نہ ہو۔ ورنہ یہی کیفیت ہوتی ہے جو شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہو رہی ہے کہ وہ محبوبِ خدا بادشاہ جس کی تعریف صدیوں سے آئمہ ومشائخ اپنی تصانیف میں لکھتے چلے آرہے ہیں آج یہ ظالم اسے کیا سے کیا ثابت کر رہے ہیں اس کے نعت خوانوں کو گویے بھنگڑے ثابت کر کے اسے بھنگڑا ڈالنے والا لکھ دیا حالانکہ پہلے عرض کیا گیا ہے وہ ہمارے دور کے گویے بھانڈ نہ تھے بلکہ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعت خواں غلامانِ حسان شرع کے پابند اور عاشقانِ رسول تھے ان کے دردوسوز سے بھرپور اشعار سے بادشاہ کو وجد اور حال طاری ہو جاتا جیسے رقیق القلب لوگوں کے ایک نہیں سینکڑوں بزرگوں کیلئے ثابت ہے اور شرع پاک میں وجد جائز ہے بلکہ احادیث نے ثابت کیا ہے۔ فقیر نے وجد و حال پر ایک رسالہ لکھا ہے اس وجد کو یہ لوگ ناچنا رقص عرفی سے تعبیر کرتے ہیں جیسے چشتیہ کے رقص پر ان کے اکابر نے الزام لگایا تھا جن کے جوابات ہمارے اکابر کے علاوہ مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی لکھے تھے۔ (السنیة الجلیلہ فی سلسلة الچشتیه)

سوال...... تمام مؤرخین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ کان مسرفا۔ فضول خرچ تھا اور فضول خرچ کو اخوان الشیاطین لکھا گیا ہے۔

جواب...... مخالفین نے اسراف کو نہ سمجھا حالانکہ شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا میلاد شریف ودیگر کار خیر میں ایسا کرنا اسراف میں نہیں آتا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بار کسی نے کہا لا خیر فی السراف میں کوئی بھلائی نہیں تو آپ نے فرمایا ولا سرف فی الخیر اور بھلائی کے کام میں کوئی اسراف نہیں۔

فقیر شاہ اربل کے حالات میں تفصیل سے لکھ چکا ہے کہ شاہ اربل رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر اور دیگر خراجات ایسے اہم امور مہمات میں تھے جنہیں آج دنیا ترستی ہے کہ کاش اس خوش قسمت سے کوئی ایک شعبہ تو سرانجام پائے لیکن یہ ہے کہ شاہ اربل مردِ مجاہد مرحوم کا کہ اس نے ایسے تمام شعبے خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے اور مخالفین شاہ اربل مرحوم سے اس لئے ناخوش ہیں کہ وہ میلاد شریف پر پانی کی طرح پیسہ کیوں بہاتا۔

لطیفہ...... مخالفین نے مؤرخین کے محاسن شاہ اربل کے لفظ مسرف سے فائدہ اُٹھایا اور اس کے بعد کے پر لطف الفاظ (جو شاہ اربل مرحوم کے مخلد ومحاسن پر مشتمل ہیں) سے آنکھ چرالی یا عمدہ دھوکہ دینے کے ارادہ پر صرف مسرف لے لیا وہ بھی اسلئے یہ لفظ عرف عام میں فضول خرچ کو کہتے ہیں حالانکہ شرع مطہرہ میں یہ لفظ مصرف سے اضافت پر مبنی ہے اگر مصرف خیر ہے تو اسراف محمود ہے اگر مصرف شر ہے تو وہ اسراف مذموم ہے لیکن مخالف کو شر سے کیا کیونکہ اس نے بہتان تراشنا ہے خواہ شرع کی چوری کر کے یا علمی خیانت سے اور دھوکہ سے۔

حضرت ابن وحیہ

آپ کو جتنا ان سے ہو سکا گھٹایا اور غلط سلط حوالہ جات لکھے اصل عبارات حسبِ عادت چھوڑ دیں اگر ان کتابوں کے حوالہ جات لکھتا تو اس کا اپنا بیڑا غرق ہوتا اسی لئے اصل عبارت نہیں لکھی حالانکہ جس طرح شاہِ اربل کی بزرگی سخاوت اور علم و عمل کے جملہ مورخین اور علماء و مشائخ اور ائمہ محققین متفق ہیں ایسے ہی حضرت وحیہ کلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق سمجھئے۔ فقیر چند حوالہ جات قلم کرتا ہے۔

ابن خلکان نے لکھا:

وہ جید علماء و مشاہیر فضلاء سے تھے ...... سید سلیمان ندوی دیوبندی نے لکھا کہ وہ علم حدیث میں کمال رکھتے تھے۔ نحو و ادب تاریخ عرب میں ماہر تھے۔ (شمس الاسلام بھیرہ) امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فی شرح مواہب لدنیہ ابن کثیر کی البنایہ والنہایہ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت ابن وحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تفصیلی تعارف اور دیگر اقوال ائمہ و مشائخ اور علماء فقیر نے 'میلاد کی شرعی حیثیت' میں لکھے ہیں۔

انتباہ...... جملہ مورخین و محدثین وائمہ و مشائخ کو تو حضرت ابن وحیہ کلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محدث باکمال اور علم وادب اور جید علماء و فضلاء سے لکھتے چلے آرہے ہیں آج یہ میلاد دشمنی میں انہیں جاہل اور کاذب اور احمق پاگل (معاذ اللہ) وغیرہ وغیرہ لکھ رہے ہیں۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ یہ پارٹی اپنے دعویٰ میں کہاں تک سچی ہو سکتی ہے جبکہ علمائے اُمت کچھ کہتے ہیں اور یہ تحریک وہابیت کی پیداوار ٹولی کیا کہتی ہے۔

فائدہ...... میلادی صرف شاہ اربل نہیں بلکہ بے شمار شاہان اسلام اس کے عامل تھے چند نمونے حاضر ہیں۔

میلادی شاہان اسلام

مقدمہ رسالہ ھذا میں اور مستقل تصنیف 'میلاد کی شرعی حیثیت' میں دلائل قاہرہ و براہین زاہرہ سے فقیر نے ثابت کیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد (ولادت) کا ذکر قرآن احادیثِ مبارکہ میں صاف ہے خود حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین و تبع تابعین مختلف طریقوں سے ہوتا رہا جس طرح تیسری صدی سے اسلامی فنون واحکام کی تدوین وترتیب اور مستقل ہیئت سے ہوئی ایسے ہی میلاد شریف کے متعلق اسلامی کیفیت مختلف رہی چونکہ شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل طور پر ایسی شان وشوکت سے بالالتزام مجلس میلاد منعقد کی جس سے سابقہ طریقوں کو اجماعی کیفیت حاصل ہوئی اور شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام قرعہ میں آگیا ورنہ اس شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صدیوں پہلے خود مجلس میلاد کے نام سے محافل و مجالس گرم رہیں جنہیں فقیر نے صدی وار جلیل القدر قطب الاقطاب محبوب ربانی غوث صمدانی سیّدنا محی الدین السید عبدالقادر الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہ تاریخ کو محفل میلاد جمیع ممالک اسلامیہ میں مشہور تھی آپ چونکہ عالم اسلام کے اسی دور میں سے ہی پیرانِ پیر تھے۔ اسی لئے آپ کے مرید وخلیفہ اور محدثین کے امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح کی عرب وعجم کے شرق وغرب کے ہر بلاد میں محافل میلاد بڑی دھوم دھام سے ہو رہی ہے ان سے پہلے کئی ائمہ کی تصریحات فقیر نے کتاب مذکورہ میں لکھی ہیں اسی لئے شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شیخ کامل عمر موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مجلس میلاد کی ادائیگی اور ایسی محافل کو شاہ اربل سے پہلے یا بعد کو جن شاہان اسلامی نے منعقد کیا فقیر چند اسلامی بادشاہوں کے حوالے عرض کرتا ہے تاکہ اہل ایمان سوچیں کہ ان میلاد دشمنوں کو کیا ہوگیا ہے کہ پنجہ جھاڑ کر شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غلط سلط حوالے جوڑ کر جی بھر کر گالیاں دے رہے ہیں اور جن کتابوں کے نام لکھے ہیں انکی اصل عبارات نہیں لکھیں از خود گالی بک دیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جن کے نام میلاد دشمنوں نے لکھے ہیں انہیں شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدائح اور کمالات کا کان چمگادڑ کو سورج بھی سیاہ محسوس ہوتا ہے تو اس میں چشمہ را چہ گناہ۔

ملک شاہ سلجوقی

ملک مظفر الدین کا کبوری یعنی شاہ اربل محرم میں پیدا ہوا لیکن اس پیدائش سے قبل ۴۸۵ھ میں بغداد میں منعقد کی۔ (سیارہ ڈائجسٹ لاہور رسول نمبر) یہ بادشاہ بھی کوئی معمولی انسان نہ تھا عہد عباسی میں جب سلطان ملک شاہ سلجوقی کو عروج ہوا تو اس کے ایک سردار ابن ابق خوارزمی نے ۴۸۶ھ میں دمشق کو فتح کیا اور خلیفہ مقتدی باقر اللہ اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کے نام خطبہ پڑھوایا (ایضاً)

یہ شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے کا بادشاہ ہے اب ان کے بعد والے ملاحظہ ہوں۔

سلطان اورنگ زیب عالمگیر

سلطان اورنگ زیب عالمگیر نے ۱۰۸۴ھ دار الحکومت سے چلنے سے بیشتر ایک اہلکار حافظ رحمت خان کو لاہور بھیجا کہ وہاں پہنچ کر میلاد شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کماحقہ انتظام ۱۲ ربیع الاوّل کو کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی شاہی مسجد اختتام کو پہنچی تھی یہ جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک طرح شاہی اہتمام کے ذریعے تعمیر مسجد کا اختتام تھا۔ چنانچہ یہ تقریب لاہور میں بادشاہ کے آنے پر ۱۲ ربیع الاوّل ۱۰۸۴ھ کو منعقد ہوئی جبکہ بادشاہ ۱۲ ربیع الثانی کو حسن ابدال پہنچا اور وہاں سے ۱۷ ربیع الثانی کو کابل روانہ ہوا جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہے اور تاثر عالمگیری کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت 86-1-20)

سلطان مصر

نے ۱۲ ہزار آدمیوں کے سایہ کیلئے ایک خوبصورت سائبان بنوایا جو صرف میلاد کیلئے لگایا جاتا تھا اور پھر لپیٹ دیا جاتا تھا۔

امام ابن جزری فرماتے ہیں، میں ۷۸۵ھ میں سلطان مصر کی طرف سے منعقدہ محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا اور محفل کی شان و شوکت دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی میرے خیال میں اس محفل میں دس ہزار مثقال سونا خرچ ہوا ہوگا طعام خوشبو روشنی کا شاندار انتظام تھا پچیس حلقے چھوٹے عمر کے لڑکوں کیلئے تھے جو قرأت سے قرآن پڑھ رہے تھے۔

ظاہر برقوق شاہ مصر

حضرت علامہ مولانا علی القاری مجدد گیارہویں صدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کو مزید تفصیل سے لکھا ہے کہ جیسے کہ امام شمس الدین ابن الجزری المقری مقرب کا ارشاد ہے کہ محفل میلاد کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ محفل میلاد کرانے والے کیلئے وہ سال امن وسلامتی کا پیغامبر ہوتا ہے اور محفل میلاد کرانے والا جس کا متلاشی ہوتا ہے اور اسکا جو مقصود ہوتا ہے محفل میلاد اس کے جلد حاصل ہونے کی بشارت ہوتی ہے۔ مصر اور شام والوں پر محفل میلاد کی وجہ سے بہت عنایت ہے اور ایک باعظمت سال میں اسی میلاد مبارک کی رات کو مصر کے بادشاہ نے بڑا مقام حاصل کیا۔

میں ۷۸۵ھ میں میلاد شریف کی رات جبل علیہ کے قلعہ میں سلطان ظاہر برقوق شاہ مصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے وہاں جو منظر دیکھا اس سے مجھے ہیبت و مسرت محسوس ہوئی اور عوام کی بعض باتیں ناگوار گزریں۔

اس رات میلاد خوانی اور حاضرین میں سے واعظین، شعرا اور دیگر نوکروں ملازموں اور خدام پر جو خرچہ ہوا میں نے اسے قلمبند کرلیا دس ہزار مثقال خالص سونا قیمتی لباس کھانے مشروبات، خوشبوئیں، موم بتیاں علاوہ ازیں دیگر خورد ونوش کی سیر کرنے والی چیزیں اور نہایت خوش آواز قاریوں کی پچیس جماعتیں تیار کی گئیں اور ان میں سے ہر ایک قاری کو بادشاہ امراء اور معززین سے بیس بیس قیمتی جوڑے ملے۔

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مصر کے بادشاہ حرمین شریفین کے خادمین جن میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار منکرات اور برائیوں کے خاتمہ اور مٹانے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ رعیت کو اپنی اولاد سمجھتے تھے اور عدل وانصاف میں انہیں کافی شہرت حاصل تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکر و مدد کے ساتھ ان کی حاجت روائی فرمائی ان میں سعید شہید مصدق ابوسعید حمقمق جیسے جوان ہمت بادشاہ تھے۔ جب یہ بادشاہ حملہ آور ہونا چاہتے تھے تو محفل میلاد کو باعث فتح سمجھ کر چل پڑتے اور آپ یقین کیجئے کہ حمقمق کے زمانہ میں قراء کی تیس سے زیادہ جماعتیں نکل پڑتیں ہر قسم کے ذکر جمیل میں مصروف رہتیں جس کی وجہ سے بڑی طویل وعریض مہمات سر ہوئیں۔

(المورد الروی فی المیلاد النبوی قلمی مملوکہ فقیر اور اُردو ترجمہ علامہ عتیقی مدظلہ)

خلفائے عباسیہ

تقریباً ۱۶۰ ہجری میں خلیفہ مہدی عباسی کی حرم محرم اور خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ خیزراں نے خلیفہ مہدی کی حیات میں اس قصر کو خرید کر مولد نبی کو قصر سے علیحدہ کر دیا اور اس مبارک مقام پر ایک مسجد تعمیر کرادی جس میں نماز با جماعت ادا کی جاتی تھی اور پھر بعد میں ربیع الاوّل کے مہینے میں یہاں محفل میلاد شریف منعقد ہوتی تھی اور جس جگہ آپ کی ولادت ہوئی تھی اس کی خاص زیارت کی جاتی تھی۔ (رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مضمون حضرت شاہ زید ابوالحسن فاروقی دہلوی)

فائدہ...... اس سے ثابت ہوا کہ میلاد شریف دوسری صدی میں ہوتا تھا اگرچہ باقاعدگی سے مروجہ صدیوں بعد انعقاد ہونے لگا اور یہ اصول اسلام کے منافی نہیں بلکہ عین مطابق ہے جیسے ہم نے بارہا عرض کیا۔

شاہانِ ترک کے دور میں

ترکوں کے دور میں شاہانہ طریق سے نہ صرف میلاد شریف بلکہ مولد مبارک پر عید سے بڑھ کر رونق ہوتی۔ فقیر نے مولد مبارک کی بہار میں تفصیل سے لکھا ہے یہاں ایک رونق ملاحظہ ہو۔

مکہ میں ربیع الاوّل

روزِ پیدائش آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے، اس کو عید یوم ولادت رسول اللہ کہتے ہیں۔ اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں۔ حرم شریف میں حنفی مصلے کے پیچھے مکلف بچھایا جاتا ہے شریف مکہ اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف کے لباس فاخرہ زرق برق پہنے ہوئے آکر موجود ہوتے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جائے ولادت پر جاکر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں حرم شریف سے مولد النبی تک دورویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دوکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔ جائے ولادت اس روز بقعہ نور بنی ہوئی ہوتی ہے آتے وقت انکے آگے مولودخوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ۱۱ ربیع الاوّل جب نماز عشاء حرم محرم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے ۲ بجے شب تک نعت مولود اور ختم پڑھتے ہیں اور رات مولد النبی پر مختلف جماعتیں جاکر نعت خوانی کرتی ہیں ۱۱ ربیع الاوّل کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاوّل کی عصر تک ہر نماز کے وقت میں اہل مکہ بہت جشن کرتے، نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے۔ (ماہنامہ طریقت لاہور جنوری ۱۹۱۷ء، ص ۳،۲)

مکہ معظمہ کی تقریب میلاد

گیارھویں ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اُٹھے جبکہ حرم شریف کے مؤذن نے نمازِ عصر کیلئے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلے پر ادا کی۔

نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسبِ دستور شریف صاحب کو عید میلاد کی مبارکباد دی پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقامِ ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام واحتشام کے ساتھ مولد النبی کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولد النبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت مؤثر طریقے سے سیرۃ احمدیہ بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عام سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا۔ ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی تھی اور اس یوم سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کیے ہوئے تھی اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجیہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی آخر میں قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے اس سے فارغ ہو کر سب نے مقامِ ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی پھر واپس ہو کر حرم شریف کے ایک والان میں مقررہ سالانہ بیان میلاد سننے کیلئے جمع ہو گئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق اور اوصاف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارھویں ربیع الاوّل کو ایک دن کیلئے بند کر دیئے گئے اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین

ایں دعا از من واز جملہ آمین باد الیاس قریشی ماخوذ اخبار القبلۃ مکہ مکرمہ

(ماہنامہ طریقت لاہور مارچ ۱۹۱۷ء، ص ۲۱، ۲۲، ۲۳)

شیخ قطب الدین الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲ ربیع الاوّل کو اہل مکہ کا معمول لکھتے ہیں:

(ترجمہ) ۱۲ ربیع الاوّل کی رات ہر سال باقاعدہ مسجدِ حرام میں اجتماع کا اعلان ہوجاتا تھا تمام علاقوں کے علماء فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہوجاتے اور ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (وہ مکان جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی) کی زیارت کیلئے جاتے۔ ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں فانوس اور مشعلیں ہوتیں (گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا) وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی۔ پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے تمام مسلمانوں کیلئے دعا ہوتی اور تمام لوگ پھر دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے واپسی پر مسجد میں بادشاہِ وقت مسجد حرام اور ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا۔ پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوا کہ دُور دراز دیہاتوں شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ (الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، ص ۱۹۶)

امام جمال الدین الکتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

(ترجمہ) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن نہایت ہی معظم مقدس اور محترم ومبارک ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود پاک اتباع کرنے والے کیلئے ذریعہ نجات ہے۔ جس نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اس نے اپنے آپ کو عذابِ جہنم سے محفوظ کرلیا۔ لہٰذا ایسے موقع پر خوشی کا اظہار کرنا اور حسبِ توفیق خرچ کرنا نہایت مناسب ہے۔ (جائے اللطیف تاریخ مکہ)

فائدہ...... تاریخ مکہ معظمہ پر بہترین تصنیف ہے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک محقق بزرگ دسویں صدی ہجری میں گزرے ہیں یہ سلسلہ غیر متعلقہ نجدیوں وہابیوں نے آکر توڑا۔ آج کل کے منکرین میلاد شریف اسی نجدی وہابی کی تحریک کی پیداوار ہیں ورنہ اس سے قبل میلاد کی اس طرح رونقیں تھی بلکہ اس سے بڑھ کر جو آج ہم محافل ومجالس منعقد کرتے ہیں۔

ہمایوں بادشاہ ہند

حضرت علامہ علی القاری مصنف مرقات نے لکھا، علماء مشائخ مولد معظم اور مجلس مکرم کی جس قدر تعظیم کرتے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی اُمید کے پیشِ نظر اس جگہ حاضر ہونے کا انکار نہ کرتا تاکہ اس محفل کا نور و سرور حاصل ہو۔ شیخ المشائخ مولانا زین الدین محمود بہدانی نقشبندی کا واقعہ تو بڑا مشہور ہے۔ جبکہ سلطان زمان خاقان دوراں ہمایوں بادشاہ (اللہ انہیں غریق رحمت کرے اور بہترین جگہ عنایت فرمائے) نے حضرت شیخ کی زیارت کرنی چاہی تاکہ بادشاہ کو اس زیارت کی وجہ سے مدد و امداد حاصل ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پرانے بادشاہ امداد کیلئے بزرگوں کے پاس حاضر ہوتے اسی پر ان کی کامیابی کا مدار تھا تو شیخ نے ملاقات سے انکار کردیا اور اللہ کے فضل سے مستغنی ہونے کی وجہ سے بادشاہ کو اپنے پاس آنے سے بھی روک دیا تو بادشاہ نے اپنے وزیر برام خاں سے اصرار کیا کہ کسی جگہ اِکھٹے ہونے کی صورت نکالی جائے چاہے مختصر سے وقت میں ہی کیوں نہ ہو۔ وزیر نے سنا ہوا تھا کہ یہ بزرگ کسی غمی و خوشی کی محفل میں شرکت نہیں کرتے ہاں البتہ جہاں محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو تو وہاں اس کی تعظیم کی خاطر حاضر ہو جاتے ہیں۔ جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے ایک شاہانہ محفل میلاد منعقد کرنے کا حکم دیا جس میں قسم قسم کے کھانوں، مشروبات، خوشبوؤں، اگربتیوں وغیرہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس محفل میں بزرگوں اور سنجیدہ لوگوں کو دعوت دی گی تو حضرت شیخ بھی کچھ خدام لے کر محفل میں تشریف لائے تو بادشاہ نے بدست ادب اور توفیق ایزدی کی سعادت کیلئے خود لوٹا پکڑا اور وزیر نے بادشاہ کے حکم سے نیچے طشت تھامے رکھا تاکہ بزرگ مہربان ہو جائے اور نظر شفقت فرمائے تو بادشاہ اور وزیر دونوں نے شیخ مکرم علیہ الرحمۃ کے ہاتھ دُھلائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کی دعوت طعام کی برکت کی وجہ سے بزرگ کی خدمت کرکے انہیں بڑا مرتبہ اور بڑا مقام حاصل ہوا۔ (المورد والروی)

جملہ اہل ہند

گیارہویں دسویں صدی کے مجدد ہمارے ملک ہندو پاک کے بارے میں لکھتے ہیں اور مجھے کچھ ناقلین اور محررین سے معلوم ہوا ہے اہل ہند تو اس سلسلہ میں دوسروں سے بہت آگے ہیں۔

سلطان ابو محمد موسیٰ شاہ تلمسان

آپ بھی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا عظیم الشان جشن منایا کرتے تھے جیسے کہ آپ کے زمانہ میں اوران سے قبل مغرک قطعی و اندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے۔ (محمد رسول اللہ محمد رضا مصری) یہی محمد رضا مصری لکھتے ہیں کہ سلطان تلمسان صاحب الراء معززین کے مشورے سے شب میلاد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں ایک عام دعوت کا اہتمام کرتے تھے جس میں بلا استثناء ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت ہوتی تھی۔ اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالینوں کا فرش اور منقش پھولدار چادریں بچھائی جاتی تھیں۔ بڑے بڑے گول اور خوشنما نصب شدہ بخور دانوں میں بخور سلگایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلا ہوا سونا لگتا تھا۔ پھر تمام حاضرین کے سامنے انواع واقسام کے کھانے چنے جاتے تھے انعقاد محفل کے بعد سامعین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مناقب وفضائل اور ایسے پاکیزہ خیالات کے مدوجزر اور خطابت سے تنوعات سے سامعین کے قلوب کو گرماتے تھے اور سامعہ کو لطف اندوز کردیتے تھے۔ (محمد رسول اللہ، ص ۳۳،۳۴)

بہاولپور میں موجود ایک مخطوطے سے یہ بات سامنے لائی گئی ہے کہ ۱۲۷۰ء میں سلطان غیاث الدین بلبن کے بڑے لڑکے سلطان محمد کے عہد میں ملتان میں جلوس عید میلاد کا آغاز ہوا۔ منظور ملک کہتے ہیں، یہ ذکر حافظ جمال کے ایک ملفوظہ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے یہ قلمی نسخہ میں نے بہاولپور کے ایک زمیندار کے ہاں دیکھا تھا اس میں مرقوم ہے کہ جلوس میلاد شوکت اسلام کا نمونہ ہے حاکم ملتان سلطان محمد جو متقی اور اصحاب تقویٰ کو دوست رکھتا ہے۔ پا پیادہ جلوس کی رہنمائی کرتا ہے اس کے بعد عمائدین شہر اور نعت خوانوں کا گروہ ہوتا ہے جو شاعر دربار کی قیادت میں منقبت رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں مصروف رہتا ہے نعت خوانوں کے بعد مخادیم سادات وقریش کا گروہ ہوتا ہے اس معزز گروہ میں علماء وفضلائے ملتان بھی شامل ہوتے ہیں۔ بعد میں سرداران فوج ترکی وتورانی چہار آئینہ زیب تن کیے شامل جلوس ہوتے ہیں یہ جلوس تمام شہر کا چکر لگا کر قلعہ پر جا کر ختم ہوتا ہے جہاں سلطان محمد کے صرف خاص سے پر تکلف کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ نماز شکرانہ ادا کی جاتی ہے شہر میں چراغاں کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ (روزنامہ کوہستان عید میلاد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نمبر ۱۹۶۴ء)

شاہان روم

حضرت ملا علی القاری محقق ومجدد احناف نے لکھا، میرا خیال ہے کہ دوسرے بادشاہوں کی روش کے پیش نظر اہل روم بھی اس کارخیر میں پیچھے نہیں رہے ہوں گے۔

شاہان اندلس اور مغرب

اندلس اور مغرب کے بادشاہ بھی محفل میلاد منعقد کرتے اور اس کیلئے ایک رات مقرر کر لیتے جس میں وہ گھوڑوں پر سوار نکل پڑتے اور جید علماء کرام کو اکٹھا کر لیتے اور جو بھی جس جگہ سے گزرتا تو وہ کفار میں کلمہ ایمان بلند کرتا۔ (المورد الروی)

شاہان ریاست بہاولپور

فقیر آخری تاجدار ریاست بہاولپور حضرت حاجی محمد صادق مرحوم کے دور میں جامع مسجد بہاولپور میں حاضر ہوا (جب اپنے گاؤں سے یہاں ہجرت نہیں کی تھی) تو بارہ ربیع الاوّل شریف نواب صاحب کی طرف کئی ٹوکرے مٹھائی کے آئے۔ چونکہ یہاں کے کارندے دیوبندی فرقے سے متعلق تھے اسی لئے ٹوکرے تو چٹ کر گئے لیکن نہ ہوا ذکر خدا نہ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میلاد ہی میلاد

تحریک وہابیت سے پہلے سوائے فاکہانی اور چند اس کے حواریوں کے ہر طرف میلاد ہی میلاد محافل ومجالس کے بلند پایہ محقق سے لے کر ہر صدی کے ممتاز علماء ومشائخ لکھتے چلے آئے۔

(ترجمہ) اہل مکہ ومدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام شرق تا غرب ہمیشہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔ (المیلاد النبوی، ص ۵۱)

میلاد دشمنوں سے آخری بات

میلاد دشمنی میں ایک عادل متقی عالم سخی بادشاہ جن کے متعلق تمام مورخین مذکورہ بالا صفات بالاتفاق لکھے ان میں بعض وہ مؤرخ بھی جنہوں نے ان کے صفات کاملہ کو دیکھ کر تاریخ لکھی کو بزور ظلمی قلم فاسق وفاجر اور نا معلوم کیا کیا لکھ مارا کہ صرف اس غصہ میں کہ وہ مروجہ میلاد کا موجد ہے حالانکہ وہ موجد نہیں مروج (رواج دینے والا) ہے اگر ہو تو بھی یہ کوئی شرعی جرم نہیں یہ بھی وہابیہ دیوبندیہ کا اپنا گھریلو مصنوعی (من گھڑت) قانون ہے کیونکہ اسلام میں ہزاروں اُمور ومسائل کی ایجاد وترویج ہوئی اوّلاً تو ان کے موجد کا علم نہیں اگر ہے تو بعض امور ایسے جن کے موجد کالے کافر ہیں مثلاً پکی اینٹ کی ایجاد فرعون کی ہے اور اسلامی مسائل اور احکام میں فقیر نے سینکڑوں مثالیں اپنی تصنیف 'بدعت ہی بدعت' میں لکھی ہیں منجملہ ان کے قرآن کے نقطے اور اعراب وغیرہ ہیں تفصیل فقیر کی کتاب 'بدعات القرآن' میں ہے۔

اعراب القرآن

بالاتفاق اعراب القرآن اور نقطوں کا موجد حجاج بن یوسف ظالم، سفاک ہے جس کے ظلم وستم کی مثال نہ سابقہ رحم میں ہے اور نہ آنے والوں میں مکان ہے۔ اس کے ظلم کی داستان طویل ہے مختصراً فقیر اختصار کے ساتھ ایک واقعہ عرض کرتا ہے۔

تعارف حجاج

حجاج بن یوسف ثقفی کا نام جب زبان پر آتا ہے تو وحشت و بربریت اور قتل و غارت گری کی تاریخ نگاہوں کے سامنے پھر جاتی ہے بلاشبہ وہ خدا کا عذاب تھا اور اس وقت کی اُمت کیلئے فرعون کی حیثیت رکھتا تھا اس خونخوار ظالم حاکم نے جنگلوں کے علاوہ زمانہ امن میں ایک لاکھ سے زائد کو موت کی وادی میں دھکیل دیا اس کی تلوار جلیل القدر صحابہ کرام اور رہنمایان اُمت کے خون سے رنگی ہوئی تھی بڑی برگزیدہ ہستیوں کو شہید کیا مذکورہ جنگوں کے علاوہ تابعی ہے آخری مقتول' جن کے خون ناحق سے حجاج کا دامن رنگین ہوا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جب حجاج نے انہیں دربار میں طلب کیا تو خدا کا یہ بندہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب تھا جس کی تربیت اور پرورش دنیا کے سب سے بڑے مصلح کے سائے میں ہوئی تھی اور جس کا قلب غیر اللہ کے خوف سے خالی تھا بے خوف، بے باکانہ حجاج کے پاس گیا انہوں نے دیکھا کہ خشونت کا پیکر قہر کا دیوار اور ظلم اور استبداد کی تصویر نگاہوں کے سامنے ہے خدا کی نصرت و حمایت کے یقین سے دل اور بھی پختہ ہو گیا زبان اعلان حق کیلئے بے چین ہو گئی اور کہنے لگی جہاد باللسان کا بہترین وقت و عمل یہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے اعلانِ حق سے باز نہ آنا یہی سب سے بہتر اور افضل جہاد ہے۔ شہادت کا اس سے اچھا موقع اور کیا ہو سکتا ہے۔

حجاج نے پوچھا، تیرا نام کیا ہے؟

سعید...... میرا نام سعید بن جبیر ہے۔

حجاج نے کہا، نہیں بلکہ تمہارا سعید بن کسیر ہے۔

سعید...... میرے نام کا علم تم سے زیادہ میری ماں کو ہے۔

حجاج...... تم اور تمہاری ماں دونوں کیلئے بدنصیبی مقرر ہو چکی ہے۔

سعید...... غیب کا علم تو صرف خدا کے پاس ہے۔

حجاج...... محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

سعید...... بلاشبہ وہ نبی رحمت اور ہدایت و رہنمائی کے امام ہیں۔

حجاج...... علی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ اس وقت کہاں ہوں گے' جنت میں یا دوزخ میں؟

سعید...... اگر میں وہاں گیا اور جو لوگ وہاں ہیں اگر انہیں پہچان سکا تو پہچان لوں گا۔

حجاج...... خلفاء ثلاثہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

سعید...... اسے جو خالق کو سب سے زیادہ خوش کرنے والا ہو۔

حجاج...... ان میں اپنے خالق کو سب سے زیادہ خوش کرنے والا کون ہے؟

سعید...... اس کا علم تو خدا کے پاس ہے جو ان کی کھلی اور چھپی باتوں کو جانتا ہے۔

حجاج...... میں چاہتا ہوں تم مجھ سے سچ ہی بولو۔

سعید...... اگر تم نہ چاہو تو بھی میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔

حجاج...... کیا بات ہے؟ ہم نے ابھی تک تم کو مسکراتے نہیں دیکھا؟

سعید...... وہ شخص بھلا کیسے مسکرا سکتا ہے جس کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اور جسے آگ کھا جائے گی۔

حجاج...... لیکن ہم تو ہنستے ہی رہتے ہیں۔

سعید...... سب کے دل ایک طرح کے نہیں ہوتے۔

ایسے بے ہودہ اور گستاخانہ سوالات اور ان کے سلجھے ہوئے صاف اور بے باکانہ جواب سن کر حاضرین مجلس سناٹے میں آگئے انہوں نے سمجھ لیا کہ بس ابھی وحشت وسفاکی کا برہنہ رقص شروع ہو جائے گا اور یہ بزرگ و برتر ہستی جو افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جابر والی حدیث پر عمل پیرا ہے حجاج کی بربریت و درندگی کا شکار ہو جائیگی اور حجاج کی سفاکی و درندگی جو آج سے قبل بھی کئی مرتبہ برہنہ ہو کر سامنے آچکی ہے آج پھر ناچے گی جس کی تلوار نے بے شمار اتقیاء اور صلحاء اُمت کو شہادت سے ہمکنار کیا ہے آج پھر بے نیام ہوگی اور اللہ کا ایک نیک بندہ حق گوئی و بے باکی کی پاداش میں اپنی جان سے جائے گا۔

حجاج ظلم و ستم اور امتحان کے نئے نئے طریقوں سے انہیں تول رہا تھا اس نے حکم دیا کہ سعید بن جبیر کے سامنے لعل و جواہر اور بیش بہا موتیوں کی کشتی پیش کی جائے۔ اب سعید بن جبیر نے ان اشیاء کو دیکھا تو فرمایا، حجاج ! اگر تم نے یہ چیزیں اس لئے اِکٹھی کی ہیں کہ ان کے ذریعے سے تم قیامت کے خوف و پریشانی سے خود کو بچا سکو گے تو بیشک تم نے ایک برا کام کیا ہے اور اگر یہ بات نہیں ہے تو قیامت کی دہشت اور اسوقت کی ہولناکی کیلئے تیار رہنا۔ جب ایک ماں اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائیگی۔

اب حجاج نے عیش و نشاط کی محفل آراستہ کی سامانِ موسیقی منگوایا، ستار کے تاروں کو چھیڑا، بانسری نے آواز دی جسے سن کر سعید رو پڑے

اور فرمایا، حجاج ! یہ لہو و لعب اور بے فکری کی محفل نہیں یہ تو بزم غم ہے اور یہ آلات موسیقی جو تم نے منگائے ہیں بندے کیلئے سامانِ عبرت ہیں بانسری کا یہ نغمہ صور قیامت کی یاد دِلاتا ہے، ستار کی یہ لکڑی بتاتی ہے کہ تم نے ناحق اپنی ذہنی آسودگی اور تفریح طبع کیلئے درخت کو کاٹا اور ستار کے یہ تار کو تم کیا جواب دوگے اس دن جب وہ جانور آ کر تمہارا دامن پکڑے گا اور تم سے اپنا حق طلب کرے گا کہ کیوں تم نے اسی کے بالوں سے یہ تار بنائے !

حجاج نے کہا، سعید تمہارے اوپر افسوس ہے۔

اس کے اوپر افسوس کرنے کی ضرورت نہیں جو نامہ جہنم سے محفوظ ہو اور جنت جس کیلئے مقرر ہو چکی ہو۔

ارے بدبخت ! تو خود کوئی سبیل اپنے لئے پیدا کر جیسے تو مجھے مارے گا آخرت میں خدا بھی تیرے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے گا۔

حضرت سعید بولے۔

حجاج نے کہا، اچھا تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کردوں ؟

معافی ؟ تم سے ! اس کا سزاوار تو صرف خدائے برتر ہے۔

لے جاؤ اسے موت کی وادی میں، اسے بھی اس میں دھکیل دو اور اس کی زبان ہمیشہ کیلئے خاموش کردو۔

اپنی موت کا فیصلہ سن کر سعید بن جبیر ہنس پڑے اور فرمایا، حجاج مجھے ہنسی آتی ہے کہ تم اللہ پر جرأت کرتے ہو۔

جب جلادوں نے انہیں قتل کرنا چاہا تو وہ قبلہ رخ کھڑے ہوگئے اور تلاوت کی: ' انی وجھت وجھی الآخیر'

حجاج نے حکم دیا کہ اس کا رُخ قبلہ کی طرف سے پھیردو۔

آپ نے فرمایا: ' اینما تولوا فثم وجہ اللہ'

آپ کو منہ کے بل گرا کر شہید کردیا گیا جب آپ زمین پر گرائے گئے زبان سے کلمہ شہادت نکلا:

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمّد عبدہ ورسولہ

حجاج ظالم کا برا حال

شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موجد میلاد شریف کے حالات اور ظالم حجاج کے کوائف کا موازنہ کر کے ناظرین فیصلہ فرمائیں کہ وہ خوش بخت جو عیسائیوں کے مقابلہ میں جنگ لڑتے شہید ہوا اور شہید کے رمراتب کا حال ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ آیئے اس ظالم موجد اعراب القرآن والنقط کا انجام بھی دیکھ لیں جس کے سیاہ کارنامے سب کو معلوم ہیں۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فوراً بعد حجاج کو بھی موت نے آدبوچا اور رمضان 95ھ میں دنیا اس کے وجود سے پاک ہوگئی کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے مرض موت میں حضرت سعید بن جبیر کو خواب میں دیکھا کہ وہ اس کا دامن پکڑ کر کہہ رہے تھے او دشمن خدا! تو نے مجھے کیوں قتل کیا؟ حجاج چیخ مار کر بیدار ہوگیا۔ بار بار اسکی زبان سے سنا جاتا، میرا اور سعید بن جبیر کا کیا معاملہ ہے میرا اور سعید بن جبیر کا کیا معاملہ ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج کی موت کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ حجاج نے جواب دیا، ہر مقتول کے بدلے مجھے ایک ایک مرتبہ قتل کیا گیا مگر سعید بن جبیر کے بدلے میں مجھے ستر مرتبہ قتل کیا گیا۔

اے انصاف والو! بلا تفریق ہر اہل ایمان جسے خوفِ خدا ہے اور اسے بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہونا ہے سوچ کر فیصلہ کرے کہ ایک ظالم سفاک جس نے ہزاروں جلیل القدر صحابہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ظلماً تہ تیغ کیا اس کی ایجاد کردہ بدعت سے مخالفت نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا وجود کی حد تک ہے اور وہ عادل متقی عالم سخی غازی شہید بادشاہ جس کی رعایا عیش و آرام کی زندگی بسر کرے اور وہ خود پھٹے پرانے لباس میں گزارہ کرے اسکی ایجاد نہیں بلکہ ترویج پر اس پر بہتان تراش کر کے از خود اسے فاسق و فاجر قرار دے کر غیظ و غضب کا اظہار کر کے عداوت بہ نبوت نہیں تو اور کیا ہے! غور فرمایئے کہ ظالم حجاج نے قرآن کی ترویج کیلئے بدعت ایجاد کردی تو ہم سب نے قبول کرلیا اور ایک نیک بخت بندۂ خدا نے قرآن والے خدا کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت کی ترویج کیلئے پہلے سے ایجاد شدہ اصطلاح میلاد کو مروج کیا تو اسے کوئی قبول نہیں کرتا تو برا تو نہ منائے لیکن یہ قلبی مرض لا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فی قلوبھم مرض** ان کے قلوب میں بیماری ہے اور یہ بیماری لا علاج ہے ہم نے جو دلائل سے سمجھانا تھا عرض کردیا اس کے بعد اختیار بدست مختار۔

منکرینِ میلاد سے چند سوالات

☆ قرآن مجید کی تسہیل کیلئے یسرنا القرآن کا موجد کون؟

☆ تلاوت قرآن مجید کے بعد صدق اللہ العظیم الخ پر ختم کرنے کا موجد کون؟

☆ جلسوں میں نعرے مروجہ کا موجد کون؟

☆ تمہارے القابات مولوی، مولانا، علامہ، شیخ الحدیث والتفسیر حافظ وغیرہ کا موجد کون؟

☆ نماز میں زبان سے نیت کا موجد کون؟ وغیرہ وغیرہ۔

فقیر نے تصنیف 'بدعت ہی بدعت' میں سینکڑوں مسائل شرعیہ کو گنا ہے جو خیر القرون کے بعد ایجاد ہوئے جن کے موجدین کا کوئی علم نہیں یا ہے تو بھی اسلام میں مرغوب مطلوب ہیں لیکن میلاد دشمنی میں یارلوگوں نے تحریک وہابیت کے اثر سے خواہ مخواہ اہلسنّت کے اکثر عقائد ومسائل کو بدعت کا نشانہ بنایا۔

فیصلہ حق...... وہابی تحریک سے پہلے تاریخ پر ایک غائرانہ نگاہ ڈالیں تو روز روشن سے زیادہ روشن نظر آئے گا کہ جملہ اہل اسلام محافل میلاد کا انعقاد صد برکات سمجھتے تھے اور اب بھی غور فرمائیں اس محفل کی وہی پارٹیاں مخالف ہیں جو وہابی تحریک سے متاثر بلکہ اس کے بانی محمد بن عبدالوہاب کو مصلح اعظم یا کم از کم ایک انسان سمجھتے ہیں اور اسے شرعی اصولوں سے دیکھا جائے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات ومعجزات اور سیرت کا اظہار ہے اور اس کا کوئی بھی منکر نہیں۔ صرف نام میلاد رکھنے اور اس کے مختلف طریقوں کی تبدیلی سے انکار کرتے ہوئے عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔ یہ ان کا تحریک وہابیت پر مہر ثبت کرنے والا معاملہ ہے ورنہ قرآن مسجد اور دیگر ہزاروں اسلامی مسائل عہد رسالت سے لے کر تا حال کئی نام بدلے اور ان کے سینکڑوں طریقے تبدیل ہوئے ان کی تبدیلی سے انکار کے بجائے اسلام کے عاشق بن کر ہم سب سے بڑھ کر ان پر عمل کرتے ہیں۔

موجد میلاد پر حملہ

اگر چہ محافل میلاد کا انعقاد شاہ اربل مرحوم سے صدیوں پہلے ہوتا چلا آرہا تھا لیکن چونکہ انہوں نے خصوصیت سے دلچسپی لی توان کے نام قرعہ نکل آیا۔ یہ ایسے ہے جیسے قرآن تو پہلے سے جمع ہوتا چلا آیا تھا لیکن سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی اہتمام کے ساتھ لغت قریش پر جمع کرنے پر جامع القرآن کے لقب سے نوازے گئے۔ یہ عذر بادشاہ فاسق تھا ظالم تھا وغیرہ وغیرہ یہ بھی مبنی پر جہالت اور افترا بہتان کے سوا کچھ نہیں۔ فقیر نے اس درویش اور ولی کامل بادشاہ کے متعلق سے بہت کچھ سپرد قلم کیا ہے اس سے اہل انصاف کے سامنے حقیقت سامنے آگئی ہے کہ میلاد دشمنی میں وہابی تحریک کے عشاق کیسی کیسی گندی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ خوانخواستہ بقول ان کے یہ بادشاہ ایسے تھے جیسے انہوں نے سمجھ رکھا ہے تو پھر میلاد کی برائی کیوں؟ جبکہ قاعدہ ہے کہ فعل کے حسن کو دیکھا جاتا ہے موجد کو نہیں۔ انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال وہ دیکھ جو اس نے کہا یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہا۔ خذ ما صفادع ما کدر اچھا لے برا چھوڑ۔

حجاج بن یوسف..... مانا کہ بادشاہ اربل رحمۃ اللہ علیہ میں علمی خامی ہوگی (اگر چہ معاملہ برعکس ہے) لیکن حجاج بن یوسف جیسے ظالم نہیں ہوں گے حجاج بن یوسف کا ظلم وستم اور فسق وفجور عالم اسلام کا تسلیم شدہ ہے اور شاہ اربل کو صرف یہی فاسق وفاجر کہتے ہیں اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ حجاج بن یوسف جس نے قرآن مجید میں درجنوں بدعات (مختلف طریقہ ایجاد کئے) مثلاً تقسیم تیس پاروں اور ان کے اسماء وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل فقیر کے رسالہ بدعات القرآن میں دیکھئے تو قرآن جیسی مقدس کتاب کی بدعات پر عمل جائز اور حجاج بن یوسف کا ظلم وستم گوارہ لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اقدس کے متعلق ایجادات کا عذر دیکر اور شاہ اربل مرحوم کو بدنام کرکے عذر لنگ صاف بتا تا ہے کہ ہے دل میں کالا کالا۔

ایک دیگر تہمت کا ازالہ..... شاہ اربل مرحوم کو مسرف (فضول خرچ) کی تہمت لگائی تھی اس کا جواب فقیر گزشتہ اوراق میں لکھ چکا ان پر ایک اور تہمت بھی لگا دیتے ہیں وہ یہ کہ وہ سرور گانے کا عاشق تھا اور ساتھ خود سرور گانے کی محفل میں ناچتا تھا (معاذ اللہ) فقیر واقعات تفصیل سے لکھ چکا ہے کہ بادشاہ کی محفل ناچ سرور گانے کی نہیں بلکہ جہاد اور میلاد کی محافل میں حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے قصائد سنتا تھا اور جہاد کے وقوف کی محفلیں ہوتی تھیں ان قصائد کو سن کر بادشاہ عاشق رسول کو وجد آجاتا تھا وجد کی کیفیت طاری ہونے پر بادشاہ اربل وجد کی طرح بیخود ہوکر بسمل کی طرح تڑپتا تھا اور یہ جملہ اُمور برے نہیں بلکہ شرعاً نہ صرف جائز بلکہ اہل حق کی نظروں میں ایسا شخص بلند پایہ انسان سمجھا جاتا ہے ہاں تحریک وہابیت کے عشاق ایسی محافل اور ایسے امور اور ایسے بزرگوں کے افعال کو ناچ گانا کہنے کے عادی ہیں۔

لطیفہ...... ابھی چند سال پہلے کی بات ہے سعودی حکومت نے تمام میلاد کرنے والوں کو حرمین سے جبراً نکال دیا تھا۔ اس کی اس قبیح حرکت پر عالم اسلام سے احتجاج ہوا تو سعودیوں نے جو جواب دیا ہوگا انہیں معلوم لیکن ہمارے ملک پاکستان سے ان کے ریال خوروں نے اخبارات میں یہ عذر کیا کہ جن لوگوں کو حرمین سے نکالا گیا وہ حرمین میں سرور گانے کی محافل رچاتے اور ان محافل میں ناچتے تھے۔ (لاحول ولاقوۃ)

یہودیوں کی تقلید

ہمارے ملک پاکستان کے ریال خوروں کا یہ عذر ایسے ہے جیسے یہودیوں نے اسلام پر ایک تہمت تراشی جو ذیل میں فقیر من وعن نقل کرتا ہے۔ اس کا عنوان مسجد نبوی میں رقص تھا اس کا جواب ماہنامہ 'السعید' ملتان نے دیا اس کا عنوان تھا 'پاکستان کے ایک صحافی کی خوفناک جسارت' یہ جواب مولوی نور احمد خان فرید (ساکن جتوئی) مدرس انوار العلوم نے تحریر فرمایا ملاحظہ ہو۔

'السعید' کے ناظرین کرام اس عنوان کو پڑھ کر حیران ہوں گے اور ان کی عقل باور کرنے کو تیار نہیں ہوگی واقعی عقل سلیم اس عنوان کی صداقت کو باور کرنے کو تیار ہو ہی نہیں سکتی۔ 'رقص' کا 'مسجد نبوی' سے کیا تعلق؟

لیکن یقین فرمایئے کہ اس عنوان سے ۵۰ میں ایک سیر حاصل مقالہ چھپ چکا ہے صاحب مضمون نے بخاری شریف کی حدیث پیش کی ہے اور پھر اس سے رقص اور غنا کی اباحت ثابت کی ہے۔ وہ اپنے مضمون کو اس طرح شروع کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عید کا دن تھا اہل سوڈان برچھیاں اور ڈھال ہاتھ میں لئے اپنا ناچ دکھا رہے تھے' اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ناچ دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور اہل سوڈان سے مخاطب ہو کر فرمایا، شروع کرو......! آخر جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا کیوں بس؟ میں نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ نے حبشیوں سے فرمایا اچھا اب جاؤ۔ (بخاری باب عیدین)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں رقص اور غنا حرام نہیں ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اس سے محظوظ نہ ہوتے۔ دوسرا رقص مسجد نبوی میں ہوا۔ تیسرے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اس کھیل کو شروع کرایا۔ چوتھے آپ دیر تک بمعہ اہل و عیال دیکھتے رہے۔ پانچویں آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلے پوچھا کہ ناچ دیکھنا چاہتی ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ فعل اضطراری نہیں تھا، اختیاری تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رقص جائز ہے اگر ناجائز ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد نبوی میں حبشیوں کا رقص نہ دیکھتیں۔ (اصل مضمون ختم)

جوابات

صاحبِ مضمون نے جس حدیثِ پاک کا ترجمہ دیا ہے اس کے نفسِ مضمون سے انکار نہیں لیکن انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی سے رقص، ناچ اور کھیل کے الفاظ منسوب کر کے جو خوفناک جسارت کی ہے اس سے شدید اختلاف ہے کیونکہ حدیث شریف میں ورق اور حراب کے الفاظ آئے ہیں جن کے معنی خود صاحب مضمون نے برچھی اور ڈھال کیلئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ سوڈان کے حبشی برچھی مارنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روحی فداہ مسلمانوں کو عسکری ترتیب دینے کیلئے فرصت کے اوقات میں بالعموم اور عیدین کی تقریب پر بالخصوص آلات حرب سے مصنوعی جنگ کرایا کرتے تھے سوڈان کے حبشیوں سے بھی یہ مظاہرہ محض اس لئے کرایا گیا کہ مسلمانوں کو برچھی چلانے اور برچھی روکنے کا ڈھنگ آجائے۔ واقعات شاہد ہیں کہ عہدِ رسالت کی مسلمان بیبیاں جنگوں میں حصہ لیا کرتی تھیں اور اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو وہ جوان ہمت خاتون تھیں جنہوں نے جنگِ جمل میں بیس ہزار نبرد آزما مسلمانوں کی قیادت فرمائی چونکہ مسلمان عورتوں کو بھی لڑائیوں سے سابقہ پڑتا تھا اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی یہ جنگ دیکھنے کی اجازت عطا فرمائی مگر اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بی بی صاحبہ کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا تھا اور بی بی صاحبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی ہو کر کان اور گردن کے درمیان سوراخ سے ملاحظہ فرماتی رہیں۔

اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ یہ ہیں، رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یسترنی بردائد لا نظر الی بعینھم بین اذنہ وعانتفہ الخ

شرح بخاری عینی کے بیان کے بموجب یہ واقعہ 'حجاب' سے پہلے کا ہے۔

وقبل ھذا کان قبل نزول قد للمومنات یغضضن من ابصارھن

اس واقعہ سے صاحب مضمون نے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ دُرست نہیں اس سے صرف مصنوعی جنگ کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔

ونیہ جوان العب بالسلاح للتدریب علم الحرب والنقیشط علی.ہ

حافظ نذر احمد صاحب نگینوی فاضل السنہ شرقیہ نے بھی اس حدیثِ پاک سے یہی استخراج کیا ہے۔ فرماتے ہیں، یہ واقعہ پیش کرنے کے بعد میں یہ سوال کرتا ہوں کہ آخر اس منظر کے دِکھانے کا مقصد کیا تھا جنگی روح برقرار رکھنے اور جوش حرب قائم رکھنے کا ایک ذریعہ تھا؟ (حقیقت اسلام، صفحہ ۳۶۔ فروری)

اب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے، حبشی پروگرام ہتھیاروں کی صورت کا تھا۔ اس کو ناچ گانے کے لفظ سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے اور یہ واقعہ بھی ابتداء کا ہے کہ اس وقت پردے کی زیادہ بندش نہ تھی۔ اس کو ناچ کہنا اور ناچ کے جواز پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ (دستخط اور مہر دارالافتاء مدرسہ اسلامیہ دہلی)

بہر کیف جنگی کرتب اور ہنر چیرے دیگر است اور رقص ناچ چیزے دیگر است۔

دیگر آج کا سینما تھیٹر اور عریاں ناچ کی گرم بازاری ہے اگر ہم صاحب مضمون کے استدلال کو صحیح تسلیم کر لیں تو اس سے بہت سے فتنوں کا فتح باب ہو جائے گا۔ جن کا روکنا پھر ہمارے بس کا روگ نہ ہوگا۔ مدیر کوثر کا انتقامی نوٹ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں، 'ٹریبون' کا فلمی نقاد لاہور کی سینمائی دنیا پر تبصرہ کرتا ہوا 'پہلی نظر' اور 'زینت نامی' دو فلموں کا ذکر کرتا ہے اور لکھا ہے، یہ دونوں فلمیں محمدی معاشرتی کھیل ہیں۔ جو دلچسپ کہانیوں اور کافی عوام پسند گانوں پر مشتمل ہیں۔

ایک غیر مسلم اخبار کے نقاد و مبصر کی اس جاہلانہ رائے زنی پر کیا کیا جائے جس غریب کو یہ معلوم ہی نہیں کہ فلمی کہانیوں اور گیتوں کو اس مقدس پاکباز اور پاکیزہ سیرت کے وجود سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے آسمان اور زمین میں محمد کے محبوب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس ذاتِ اقدس کے ظہور کے اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی ہو کہ وہ مزامیر کو ختم کر دے یہ کتنی گستاخی ہے اس کے اسم گرامی کے ساتھ یہ کھیل اور گانے جیسے الفاظ چسپاں کئے جائیں۔

مدیر 'کوثر' نے جس رنج اور غم کا اظہار 'مدیر ٹریبون' کے خلاف کیا ہے وہ ان کے قوتِ ایمانی کی دلیل ہے لیکن مدیر ٹریبون تو خیر ایک غیر مسلم تھا اور اس کی رائے کو بھی جاہلانہ کہہ کر ٹھکرا دیا گیا ہے لیکن اس مسلمان کی ناعاقلانہ رائے کے متعلق وہ کیا فرمائیں گے جو نہ صرف کھیل کو محمدی کہتا ہے بلکہ اس کے بموجب:

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کھیل شروع فرمایا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ کو (جن سے نصف دین ہم تک پہنچا) اس کھیل کے دیکھنے کی دعوت فرمائی۔

☆ بانیٔ اسلام اپنی اہلیہ محترمہ سمیت دیر تک اس کھیل رقص اور ناچ سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ (نقل کفر کفر نباشد)

☆ یہ کھیل رقص اور ناچ اس مسجد مبارک کے صحن میں ہوا جس میں ایک نماز پڑھنے سے ہزاروں کا ثواب ملتا ہے جس کی بنیاد نص قرآنی کے مطابق تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔

اس مضمون سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخت توہین ہوتی ہے یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سراسر بہتان ہے اور اس کے تراشنے والا آریہ سماجی ہندو نہیں کوئی پادری نہیں بلکہ ایک ایسا شخص ہے جسے سرور عالم فداابی وامی کی اُمت سے ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اب اس کا شکوہ کریں تو کس سے؟

من از بیگانگاں ہرگس نانالم ☆ کہ بامن ہر چہ کہ واں آشنا کرد

الجواب...... حبشی کھیل یعنی ہتھیاروں کی بندش کی صورت کا تھا اس کو ناچ کے لفظ سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے اور یہ واقعہ ابتداء کا ہے کہ اس وقت پردے کی زیادہ بندش نہ تھی اس کو ناچ کہنا اور ناچ کے جواز پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ (محمد کفایت اللہ کا اینہ دارالافتاء اسلامیہ دہلی ۱۹۱۲)

ناظرین غور فرمائیے کہ جو پارٹی وہابی دیوبندی مودودی خود حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی غلط تہمتوں سے نہیں چوکتی وہ ایک بادشاہ پر اگر بہتان تراشی کرے تو کون سی بڑی بات ہے اس لئے ہم میلاد شریف منانے والوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہیں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے عمل پر مخالفین طعن و تشنیع کرتے ہیں اور انہیں یہ کہہ کر پریشان کیا جاتا ہے کہ یہ رسم (میلاد) ایک غلط کار بادشاہ کی ایجاد ہے تو یہ انکا جھوٹ اور سراسر بہتان ہے اور یہ بھی انکا غلط نظریہ ہے کہ موجد میلاد غلط کار تھا حالانکہ وہ موجد نہیں بلکہ عاشق میلاد تھا جس کا کارنامہ قابل ستائش ہے اور وہ عاشقان رسول کو محبوب ہے۔ جیسے قرآن مجید کی خدمات حجاج بن یوسف ظالم کے قابل ستائش ہیں تو ہم حجاج بن یوسف کی ذات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔

ہماری نگاہ قرآن پر ایسی ہی شاہ اربل کی میلادی خدمات پر ہماری نگاہ شاہ اربل کی ذات پر نہیں بلکہ صاحبِ قرآن ہے۔

للناس می یعشقون مذهب ہر ایک جو جس سے عشق ہے وہی اس کا مذہب ہے ہمارا مذہب عشق ہے اس پر ہمیں ناز ہے۔ کوئی اس دولت سے محرومی پر ماتم کرے کل حزب بما لدیهم فرحون ہر ایک اس سے خوش ہے جو اسکے پاس ہے اسی سے خوش ہے الحمدللہ ہمارے پاس عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت ہے اس پر ہمیں فخر ہے بلکہ اسی کو آخرت میں اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔

نوٹ...... حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جس ادارہ نے تہمت تراشی کی وہ دراصل ایک غیر مسلم (یہودی، نصرانی، دہریہ) ہے اس کا نام نہاد مسلمان (دیوبندی، وہابی فرقہ) سے تعلق رکھتا ہے جس کا رڈ پہلے اس پارٹی کے مدیر مدثر نے کیا اس کے بعد مضمون نگار السعید نے۔ اس سے ناظرین سوچیں کہ جو پارٹی جس طرح کی تہمتیں حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لگا رہی ہے وہی پارٹی آپ کے ایک پاکباز، متقی، پرہیزگار خادم اسلام عاشق رسول اُمتی بادشاہ اربل پر تہمت لگا رہی ہے تو جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تہمت لگانے سے اس پارٹی نے اپنا انجام برباد کیا ہے، اُمتی عاشق شاہ اربل پر تہمت لگائی تو اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کے متعلق ہے۔

شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی اور شاہ اربل رحمہم اللہ

شاہ اربل مرحوم وہ خوش قسمت بادشاہ ہے جس کا مشیران کاروں میں سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سربراہ سلسلہ سہروردی قدس سرہ تھے چنانچہ علماء کے اسماء نقشہ دے کر لکھے ہیں تو انہیں شاہ اربل کے مشیر سلطنت حضرت شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو لکھا ہے۔

نوٹ...... اہل اسلام غور فرمائیں کہ جس خوش قسمت بادشاہ کے مشیر بانی سلسلہ سہروردیہ ہوں اس کی سلطنت کتنی بابرکت ہوگی اور واقعی نہ صرف بابرکت بلکہ نظامِ مصطفوی کی پوری پابند سلطنت جس کی نظیر عالم اسلام میں بہت کم ملے گی۔

البدایہ والنہایہ الابن کثیر مطبوعہ بیروت۔ لبنان ج ۱۳ ص ۱۴۸، کی اصل عبارت عربی اس لئے کہ جن مخالفین نے شاہ اربل اور ابن وحیہ پر رکیک حملے کئے ہیں ان کے امام ابن کثیر کی شہادت قلمی ان کی کذب بیانی کی تردید کیلئے کافی ہے۔

الملک المظفر ابو سعید کوکبری

ابن زین الدین علی بن تبکنکین احد الا جواد والسادات الکبراء والملوک الامجاد، له آثار حسنة وقد عمر الجامع المظفری سفح قاسیون، وکان قدھم بسیاقة الماء الیه من ماء بذیرة فمنعه لا معظم من ذلک، واعتل بانه قدیمر علی مقابر المسلمین بالسفوح وکان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول ویجفل به احتفا الا ھئلا، وکان مع ذلک شھما شجاعا فاتکا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمه الله واکرم منواه، وقد صنف الشیخ ابو الخطاب ابن دحیة له مجلدا فی المولد النبوی سماه التنویر فی مولد البشیر النذیر، فجازه علی ذلک بالف دینار، وقد طالت مدنه فی الملک فی زمان الدولة الصلاحیة، وقد کان محاصر اعکا والی ھذا السنة محمود السیرة والسریرة، قال السبط حکی بعض من حضر سماط الظفر فی بعض الموالد کان یمدفی ذلک السماط خمسة الاف راس مشوی وعشرة الاف دجاجة ومائة الف زیدیة، وثلاثین الف صحن حلوی، قال اذ کان یحضر عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیة فیخلع علیھم ویطلق لھم ویعمل للصوفیة سمعا من الظھر الی الفجر، ویرقص بنفسه معھم، وکانت له دار ضیافة للوافدین من ای جھة علی ای صنفة وکانت صدقانه فی جمیع القرب والصرعات علی الحرمین وغیرھما، ویتفک من الفرنج فی کل سنة خلقا من الاساری، حتی قیل ان جملة من ستفکه من ایدیھم ستون الف اسیر، قالت زوجة ربیعة خاتون بنت ایوب، وکان قد زوجه ایاه اخوھا صلاح الدین، لما کان معه علی عکا قالت کان قمیصه لا یساوی خمسة دراھم فعاتیة ملک فقال لیسی ثوبا بخمسه وتصدق بالباقی خیر من ان الیس ثوبا مثمنا وادع الفقیر المسکین وکان یصرف علی المولد فی کل سنة ثلاثمائة الف دینار وعلی دار الضیافة فی کل ستة مائة الف دینار وعلی الحرمین والمیاة بد رب الحجاز ثلاثین الف دینار سوی صدقات السر، رحمه الله تعالیٰ، وکانت وفاته بقلعة اربل، واوصی ان یحمل الی مکة فلم یتفق فدفن بمشھد علی ۔

﴿ ترجمہ سابق اوراق میں آچکا ہے۔ ﴾

ہذا آخر مارقمہ الفقیر القادری

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۱۵ شعبان ۱۴۱۲ھ ۲ فروری ۱۹۹۲ء